مرکز اصلاح النساء سرگودھا کا ترجمان

ماہنامہ بناتِ اہلسنت سرگودھا

مدیر
مولانا محمد الیاس گھمن

جلد نمبر 4 | دسمبر 2015 | شمارہ 12

رحمت کائنات ﷺ کی ولادت اور عرب معاشرہ

- 1920ء کا امریکی جنسی انقلاب
- والدین کا مقام و مرتبہ
- عفو و درگزر

نعمت شکر

ناشر
مرکز اہل السنۃ والجماعۃ
www.ahnafmedia.com

مرکز اصلاح النساء سرگودھا کا ترجمان

ماہنامہ

بناتِ اہلسنّت سرگودھا

جلد نمبر 6 | دسمبر 2015 | شمارہ نمبر 12

مدیر
مولانا محمد الیاس گھمن

معاون مدیر
مولانا محمد کلیم اللہ حنفی

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک
35 ڈالر.....سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک
25 ڈالر.....سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر.....سالانہ

خط و کتابت کا پتہ

دفتر رسائل و جرائد
مرکز اہل السنّت والجماعت
87 جنوبی سرگودھا
mag@ahnafmedia.com

آن لائن پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے
www.ahnafmedia.com

سرکولیشن منیجر
0332-6311808
صبح 8 تا 4 بجے شام

WhatsApp
+923062251253

قیمت فی شمارہ 20 روپے علاوہ ڈاک خرچ
سالانہ زرتعاون 300 روپے

ناشر مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

فہرست

نعمتِ شکر.....6

اداریہ

رحمت کائنات کی ولادت اور عرب معاشرہ.....9

مولانا خورشید عالم داؤد قاسمی

سیدہ اُمِّ رُومان رضی اللہ عنہا.....13

معظمہ کنول

برادری سے بربادی تک.....17

ڈاکٹر ظہور احمد

1920ء کا امریکی جنسی انقلاب.....23

رانا بابر

پھر دیجیے جبیں کو سجدوں سے تازگی.....28

عزیز بلگرامی

عفو ودر گزر.....36

عبدالعزیز

والدین کا مقام و مرتبہ.....44

مولانا محمد اختر حنفی

اچھی تعلیم و تربیت کے آثار.....46

فاروق اعظم

تم ہی مجھ سے روٹھ گئے!!!.....51

ام عبدالرافع، کراچی

درسِ قرآن

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ۔

(سورۃ آل عمران آیت نمبر 164)

ترجمہ:

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر بہت بڑا احسان فرمایا کہ انہی میں سے ایک عظیم الشان رسول کو مبعوث فرمایا۔ وہ رسول ان پر اللہ کی آیات کی تلاوت کرتا ہے، ان کے نفوس کو پاکیزگی بخشتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور اس رسول کی تشریف آوری سے پہلے وہ کھلی گمراہی وضلالت میں پھنسے ہوئے تھے۔

تفسیر:

اللہ کریم کا انسانیت پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس ذات نے ان میں سے اپنے ایک برگزیدہ بندے کو نبی بنا کر ان میں مبعوث فرماتے ہیں۔ پھر اہل ایمان کے لیے تو اور بھی بڑا اعزاز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا آخری اور عظیم المرتبت رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں مبعوث فرمایا۔ اور اس رسول کے مقاصد نبوت بیان کرتے ہوئے آگے ارشاد ہے کہ وہ رسول ان پر اللہ کی آیات کی تلاوت کرتا ہے۔ اور ان کو روحانی بیماریوں سے نجات دلا کر ان کے نفوس کو پاکیزگی بخشتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کتاب یعنی قرآن کریم کی تعلیم بھی دیتا ہے۔ اپنی سنت سے بھی ان کی رہنمائی کرتا ہے جسے قرآن کی زبان میں حکمت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

www.ahnafmedia.com

درسِ حدیث

حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاچار چیزیں پیغمبروں کی سنتوں میں سے ہیں۔

حیاء۔ خوش بو۔ نکاح۔ مسواک۔(ترمذی شریف)

گویاان سنتوں پر عمل کرناسب نبیوں کی سنتوں کو زندہ کرناہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا ہے کہ میری امت مشقت میں پڑ جائے گی تومیں ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔" (مسلم شریف)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" مسواک منھ کو صاف کرتی ہے اوراللہ تعالیٰ کی خوش نودی کا ذریعہ ہے۔" (نسائی شریف)

اس وقت تو سبھی اطباء و حکماء کا مشورہ ہے کہ مسواک منہ کو بالکل صاف کرنے کے ساتھ بد بو وغیرہ سے روکتی ہے۔ ہاضمہ کے نظام کو درست کرتی ہے، بلغم، صفرہ وغیرہ کو دور کرتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" مسواک کرکے دو رکعتیں پڑھنا بغیر مسواک کے 70 رکعتیں پڑھنے سے افضل ہے۔"(رواہ البزار، مجمع الزوائد)

ہمارے پاس پاکٹ کے لیے جگہ ہے، سیل فون کے لیے جگہ ہے، پن کے لیے جگہ ہے، گاڑی کی چابیوں کے لیے جگہ ہے، دستی کے لیے بھی جگہ ہے، اگر نہیں ہے تو ایک بالشت کی مسواک کے لیے جگہ نہیں ہے۔

www.ahnafmedia.com

التجائے شفاعت بحضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم

.....قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

نبی اکرم شفیع اعظم دکھے دلوں کا پیام لے لو
تمام دنیا کے ہم ستائے کھڑے ہوئے ہیں سلام لے لو

شکستہ کشتی ہے تیز دھارا نظر سے روپوش ہے کنارا
نہیں کوئی ناخدا ہمارا خبر تو عالی مقام لے لو

قدم قدم پہ ہے خوف رہزن زمیں بھی دشمن فلک بھی دشمن
زمانہ ہم سے ہواہے بدظن تمہیں محبت سے کام لے لو

کبھی تقاضا وفا کا ہم سے کبھی مذاق جفا ہے ہم سے
تمام دنیا خفا ہے ہم سے خبر تو عالی مقام لے لو

یہ کیسی منزل پہ آ گئے ہیں نہ کوئی اپنا نہ ہم کسی کے
تم اپنے دامن میں آج آقا تمام اپنے غلام لے لو

یہ دل میں ارماں ہے اپنے طیب مزار اقدس پہ جاکے اک دن
سناؤں ان کومیں حال دل کاکہوں میں ان سے سلام لے لو

www.ahnafmedia.com

نعمتِ شکر

اداریہ

انسانی زندگی دو مختلف حالات سے مرکب ہے۔ خوشی اور غمی۔ اسلام دونوں حالات سے متعلق ہماری مکمل راہنمائی کرتا ہے۔

اگر خوشی، سکھ اور فراوانی کی نعمت مل جائے تو ہمارا رویہ کیا ہونا چاہیے؟ اور اگر کبھی بطور آزمائش حالات ناموافق اور ناسازگار ہو جائیں، کسی تکلیف، دکھ، بیماری اور تنگی کا سامنا کرنا پڑ جائے تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مومن کا حال بھی بہت عجیب ہے اس کی ہر حالت میں بھلائی ہی بھلائی ہے، مزید یہ کہ مومن کے علاوہ یہ بات کسی اور مذھب کے ماننے والے کو نصیب نہیں۔ اگر اسے سہولت، آسانی اور خوشی حاصل ہوتی ہے تو یہ اللہ کا شکر گزار بندہ بن جاتا ہے جو اس کے لیے اجر کے اور فراوانیِ نعمت کے لحاظ سے خیر ہی خیر ہے اور اگر کبھی ناسازگار حالات سے واسطہ پڑ جائے تو امر الٰہی پر صابر برضا رہتا ہے جو اس کے لیے اجر اور معیتِ خداوندی کے لحاظ سے خیر ہی خیر ہے۔"

کیا ہم نے کبھی اس بات پر غور کیا ہے کہ ہم ہر وقت خدائی نعمتوں کے بار تلے دبے ہوئے ہیں۔ اُس نے اپنی مخلوقات میں سے ہمیں سب کا سردار انسان بنایا، انسانوں میں سے ہمیں مسلمان بنایا، اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا، ہمیں زندگی گزارنے اور آخرت سنوارنے کے لیے کتابِ ہدایت دی۔ کتابِ ہدایت سمجھانے کے لیے ہمارے اندر ہادیِ برحق صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، ہمیں صحابہ واہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے مقدس شخصیات نصیب فرمائیں۔ کفر

www.ahnafmedia.com

وشرک سے بچاکر دولتِ اسلام عطاء فرمائی، رسوم ورواج اور بدعات وخرافات سے ہٹا کر سنت نصیب فرمائی۔ عقل پرستی اور گمراہیوں سے دور رکھنے کے لیے اولیاءاور مجتہدین نصیب فرمائے۔

کھیتی باڑی، کاروبار زندگی اور رہائش کے لیے زمین عطاء کی۔ خوراک کے لیے سبزیاں، پھل فروٹ، گوشت اور مختلف کھانے پینے کی مختلف انواع و اقسام کی بے شمار چیزیں مہیا کیں۔

جسم ڈھانپنے کے لیے اچھا اور عمدہ لباس، سفری ضروریات کے لیے سواریاں، معاشرے میں رہنے کے لیے عزت ،جسمانی اعضاء میں تناسب اور نعمتِ حسن، خوشحال زندگی کیلیے اچھے رفیق اور شریک حیات، آل واولاد عطا فرمائے۔

آنکھ جیسی نعمت جس سے سارا جہاں حقیقی شکل میں دیکھا جاسکتا ہے، دماغ جسے صحیح طور پر کام میں لاکر بڑی سے بڑی کامیابیوں کو حاصل کیا جاسکتا ہے، زبان جس سے دلی جذبات اور خواہشات کو ادا کیا جاسکتا ہے، ہاتھ پاؤں کی سلامتی سے دوسری کی محتاجی ختم فرمائی اور سانس وغیرہ۔ الغرض کثیر اور عظیم نعمتوں میں ہم ہر روز اپنی صبح و شام کرتے ہیں۔

ان کے استعمال کا طریقہ بھی بتلادیا کہ ان عظیم نعمتوں کو غلط طریقے سے استعمال نہ کرنا بلکہ صحیح طور پر استعمال کرکے شکر ادا کروگے تو تمہیں یہ بھی اور دیگر نعمتوں سے مالا مال کردوں گا۔ میرے احسانات، انعامات اور اعزازات وصول کرکے میری ناشکری اور ناقدری نہ کرنا ورنہ تمہیں اس جرم کی سزا میرے عذاب کی صورت میں اٹھانا پڑے گی۔

معاشرے کا المیہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو ہر وقت پریشانی کا اظہار کرتے ہیں اپنی کم نصیبی، لاچاری، محرومیِ قسمت کا رونا روتے ہیں

www.ahnafmedia.com

بلکہ کچھ تو ایسے بھی ہیں جن کی زبان سے ناشکری کے ایسے الفاظ نکلتے ہیں جو انتہائی مایوس کن ہوتے ہیں۔

جامع الترمذی اور دیگر معتبر کتبِ احادیث میں اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قیمتی اصول ارشاد فرمایا ہے:

دو خصلتیں ایسی ہیں جس میں وہ پیدا ہو جائیں اللہ کریم اس کو صابر و شاکر لکھ دیتا ہے پہلی خوبی دین داری کے معاملے میں اپنے سے فائق انسان کی طرف دیکھے اور پھر اس کی اقتداء میں لگ جائے خود بھی نیکی اختیار کرے اور اس جیسی نیکیوں کو انجام دینے کی بھرپور کوشش کرے۔ دوسری خوبی اس میں یہ ہو کہ دنیاوی امور میں اپنے سے کم تر انسان کو دیکھے پھر اللہ کی طرف سے ملنے والی زیادہ نعمت کو دیکھے اس پر اللہ کا شکر ادا کرے تو ایسے شخص کو اللہ پاک صابر و شاکر لکھ دیں گے۔

افسوس صد افسوس کہ ہم اس کے برعکس زندگی گزار رہے ہیں۔ دنیاوی امور میں اتنے آگے بڑھنے کی تگ و دو میں مسلسل مصروف عمل ہیں کہ حلال و حرام کا فرق بھی ختم کر بیٹھے ہیں۔ دولت، دولت اور دولت کے حصول میں انسانی رشتوں کو بھی یکسر نظر انداز کر بیٹھتے ہیں۔

ہماری نظریں کبھی بھی اپنے سے چھوٹے اور کم درجے کے لوگوں پر نہیں پڑتیں۔ چھوٹے کاروبار، چھوٹے مکانات، معمولی غذاؤں سے پیٹ کا دوزخ جلانے والوں کی حالتِ زار ہمیں دیکھنی پڑ بھی جائے تو ہم اسے عبرت کی بجائے حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس لیے ہمیں اس انداز سے سوچنے اور غور کرنے کا موقع ہی نہیں مل پاتا کہ ہم خدا کا شکر ادا کر سکیں۔ خدا کے وعدہ پر یقین کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصول کو مدِ نظر رکھتے ہوئے شکر کرنے کے خوگر بنیں اللہ ظاہری نعمتیں بھی بڑھاویں گے اور قلبی سکون و راحت بھی نصیب فرمائیں گے۔

www.ahnafmedia.com

رحمت کائنات کی ولادت اور عرب معاشرہ

مولانا خورشید عالم داؤد قاسمی

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت، ایسے پر آشوب اور پر فتن ماحول میں ہوئی کہ جہاں شرافت اور انسانیت نیست و نابود ہوچکی تھی۔ ہر طرف ظلم و ستم ہی دکھائی دے رہا تھا۔ لوگ عدل و انصاف کے لیے ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے تھے۔ شرم و حیا رخصت ہو چکی تھی۔ عفت و عصمت دم توڑ چکی تھی۔ بے حیائی و بے شرمی عام تھی۔ جوا قمار بازی باعث فخر سمجھا جاتا تھا۔ زناکاری و شہوت رانی ہر جوان کے فطرت ثانیہ بن چکی تھی۔ عورتوں کی حیثیت، ایک غیر انسانی مخلوق سے زیادہ نہیں تھی۔ ان کے بطن سے، بچی جنم لیتی؛ تو انھیں حقارت بھری نگاہ سے دیکھا جاتا۔ لڑکیوں کو باعث شرم و عار سمجھا جاتا اور پیدا ہوتے ہی زندہ در گور کر دیا جاتا تھا۔ عورتوں کے حقوق کی پامالی عام بات تھی اور ان کی عزت و آبرو کی حفاظت کے حوالے سے کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہر طرح کا جرم و گناہ معاشرہ کی شناخت بن چکا تھا۔ اگر کوئی نمرود تھا تو کوئی فرعون، کوئی شداد تھا تو کوئی قارون؛ پوری کائنات ظلمت کدہ، تاریکی ہی تاریکی، روشنی کا چراغ گل۔ پھر مستزاد یہ کہ کوئی پتھر کی پوجا کرتا تو کوئی دیوتا کی سامنے بھجن گاتا، کوئی ستارے کی عبادت کرتا تو کوئی بتوں کے سامنے سر بسجود ہو کر اپنی ضرورتیں پیش کرتا؛ اور انھیں خود ساختہ معبودوں سے، ان کے پورے ہونے کی توقع رکھتا۔ بالجملہ سب کے سب عقل و خرد اور دانش مندی سے عاری تھے۔ ہاں! مگر ایک ایسی چھوٹی جماعت اس وقت بھی تھی جو بارگاہ ایزدی میں سر ٹیکتی اور آسمانی کتابوں پر ایمان رکھتی تھی؛ لیکن یہ جماعت اس تیز و تند سیل رواں کو کیسے روک سکتی تھی اور روکنا بھی چاہتی تھی تو ان کی باتوں پر دھیان نہیں دیا جاتا تھا؛

www.ahnafmedia.com

کیونکہ کہ اس معاشرہ کے لوگوں کے قلوب ان کے پہاڑوں سے کہیں زیادہ سخت، اپنی جگہ اٹل اور ان کے دماغ بنجر میدانوں سے بھی چٹیل، جہاں آب وپانی غیر مؤثر ہوتے

کون کر سکتا ہی ان کی آتش سوزاں کو سرد
جس کے ہنگاموں میں ہو، ابلیس کا سوز دروز

دنیا ایسے نامساعد حالات میں، ایک ایسے رہبر اعلی، محسن اعظم، مسیحاء وقت اور منصف وعادل کو آواز دی رہی تھی؛ جو حلیم وبردبار، بسالت وشجاعت کا پیکر، ظلم کو ملیامیٹ کرنے والا اور نوع انسانی کا مونس وغم خوار، اچھے اخلاق وکردار کا حامل، لائق و ممتاز، مخلص اور سراپا اخلاص، اور جس کا ظاہر چمک دمک سے معمور ہو؛ چناں چہ اللہ عز وجل نے اہل عرب؛ بل کہ عالم انسانیت پر رحمت کی بارش کی اور عبد المطلب کے کنبہ میں، آمنہ کے شکم سے، چھٹی صدی عیسوی کی ماہ وسال کے ایک ایسے دن اور اس کی ایک ایسی گھڑی میں، جو تاریخ عالم کے لیے یادگار ہے، محسن بشریت، معلم انسانیت، رحمت عالم اور مربی خلائق کو ظلمت وتاریکی کی رداء سیاہ کو چاک کرتے ہوئے پیدا فرمایا جو محمد عربی، سراپا امی اور خاتم النبیین والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے پوری دنیا میں مشہور ومعروف ہوا۔

باد نسیم آج بہت مشک بار ہے
شاید ہوا کی رخ پہ کھلی زلف یار ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس ماحول اور معاشرہ میں آنکھیں کھولیں، وہاں کسی کا برائیوں سے بچنا، زہد وورع اور خشیت الہی اختیار کرنا، بظاہر مشکل اور محال معلوم ہو رہا تھا؛ بل کہ اس معاشرہ میں رہنے والے میں بناؤ سے کہیں زیادہ، بگاڑ پیدا ہوتا اور اصلاح کی بجائے فساد کی راہ ہموار نظر آتی؛ لیکن اس کے باوجود حضور صلی اللہ

www.ahnafmedia.com

علیہ وسلم پیکر امانت و دیانت اور مجسمہ صداقت وراست گوئی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عفت و پاک دامنی، تواضع و انکساری، عاجزی و فروتنی اور خوش اخلاقی و شیریں بیانی کا وہ نمونہ پیش کیا کہ اہل مکہ حسرت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصابت رائے پر لوگ انگشت بدنداں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی قضیہ کا فیصلہ فرماتے؛ تو سب کے سب سر تسلیم خم کر لیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عادات و اطوار کو دیکھ کر لوگ رشک کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی اس پراگندہ ماحول سے جدا ہو کر گزارتے تھے، آپ کی حیات مبارکہ کا ہر لمحہ، ہر لحظہ ذکر و فکر اور خوف خدا میں گزرتا تھا۔ آپ اپنے گھر بار کو چھوڑ کر، مکہ کی آبادی سے دور، ایک غار میں چلے جاتے اور عبادت میں مشغول رہتے۔ پھر اس تنہائی اور خلوت گزینی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے اخلاق و کردار اور تہذیب و تمدن سے آراستہ کیا کہ سب نے آنکھوں کا تارا بنالیا اور "الصّادق" اور "الامین" کہنے لگے اور ہر ایک کے منظور نظر ہو گئے اور اس سے بھی بڑھ کر آپ محبوب رب العالمین بن گئے۔

پھر کیا تھا! ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم "غار حرا" میں تشریف فرما تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام وحی الٰہی لے کر پہنچے، آپ کو مژدہ سنایا اور اطراف عالم کے لیے، ایک ایسا چراغ جلایا، جس نے اپنی تیز تر روشنی سے دنیا کے چپے چپے اور گوشے گوشے کو منوّر کر دیا اور لوگوں کے قلوب کو سکینت سے معمور؛ بل کہ مخمور کر دیا۔ یہ وہی موقع تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی و رسول ہونے کی سعادت حاصل ہوئی اور کیوں نہیں ہوتی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی کے لیے اس دنیا میں پیدا کیے گئے تھے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا سے گھر تشریف لائے اور اپنی مونس و غم خوار، پیاری شریک حیات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سامنے سارا

www.ahnafmedia.com

واقعہ بیان کیا؛ کیونکہ بہ ظاہر آپ کی خوشی میں شریک اور غمی تسلی دینے والی، صرف یہی ایک نیک خاتون اس کرہ ارضی پر باقی تھیں۔ پھر آپ نے اہل مکہ کے سامنے اپنی نبوت کا اعلان کیا۔ اب اس کا تقاضا یہ تھا کہ اس صادق اور امین کی باتوں کو سب گوش گزار کرکے، دل کے نہاخانوں میں اتارتے اور ایمان کی دولت سے بہرہ ور ہوتے، ایمان کی لذت محسوس کرتے، آپ کے اشارے پر جان قربان کر دیتے، حکم صادر ہوتے ہی گردن کٹانے کو تیار ہو جاتے اورآپ کو قدر کی نگاہوں سے دیکھتے اور دیگر ادیان باطلہ اور بت پرستی، جو ان کے ذہنوں کی اختراع اور پیداوار تھے، ترک کرکے کلمۂ طیبہ کو اپنا شعار بناتے؛ لیکن اہل مکہ کے دل و دماغ اور ان کی جاہلانہ نخوت و برتری نے، انہیں ایک ایسی حقیقت کے اعتراف کرنے سے منع کیا، جو آفتاب نیم روز کی طرح روشن اور عیاں تھی۔ ان کوتاہ نظروں اور تنگ ظرفوں نے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق نہیں کی، تاج نبوت کی تکذیب کی اور نعوذباللہ آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کو ساحر و مجنوں گردانا۔ اسی پر بس نہیں کیا؛ بل کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کی پیچھے پڑ گئے اور شمع نبوت کو بجھانے کی ہر ممکن کوشش کی؛ کچھ نادار و مفلس آدمی جن کو اللہ نے عقل اور فہم سلیم عطا کیا تھا، انہوں نے دین اسلام کو سمجھا، تاڑا، برتا اور حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ پھر اپنے طور و طریقے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی کے مطابق سنوارا؛ اس لیے ان نفوس قدسیہ کا رہن سہن، دنیا کے حق پرستوں کے لیے، مشعل راہ اور درس عبرت ہو گیا؛ جبکہ مشرکین مکہ کو دنیا میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں خلود فی النار ہی مقدر کر دیا گیا اور یہ سب کچھ ان کو دین اسلام کے خلاف بے جا بغض و عناد رکھنے اور اس کی تابناک شمع کو گل کرنے کی کوشش کے نتیجے میں ہوا؛ جب کہ اسلام کا پیڑ و پودا ہمیشہ سوارہا اور رہے گا۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

www.ahnafmedia.com

سیدہ اُمِّ رُومان رضی اللہ عنہا

معظمہ کنول

سن 9 ہجری میں رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسی خاتون کی وفات کی خبر ملی جو شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر پروانہ وار فدا تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ خبر سن کر سخت حزن و ملال کے عالم میں ان کے جنازے پر تشریف لے گئے۔ خود قبر میں اتارا اور ان کو حور عین کے لقب سے نوازا اور ان کی مغفرت کی دعا کی۔ یہ ام رومان رضی اللہ عنہا جن کو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی حور قرار دیا، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رفیقہ حیات، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشدامن اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ تھیں۔

حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا کا شمار بڑی جلیل القدر صحابیات میں ہوتا ہے۔ ان کا تعلق قبیلہ کنانہ کے خاندان فراس سے تھا، کسی نے ان کا اصل نام نہیں لکھا، اس لیے کنیت ام رومان ہی سے مشہور ہیں۔ سلسلہ نسب یوں ہے۔

ام رومان رضی اللہ عنہا بنت عامر بن عویمر بن شمس بن اذینہ بن سبیع بن دہمان بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ۔

حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح (زمانہ جہالیت میں) عبد اللہ بن حارث بن سنجرہ سے ہوا اور انہی کے ساتھ مکہ آکر سکونت پزیر ہوئیں۔ عبد اللہ بن حارث کے صلب سے ان کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام طفیل رکھا گیا۔ کچھ عرصہ بعد عبد اللہ بن حارث نے وفات پائی اور ام رومان رضی اللہ عنہا کا دوسرا نکاح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے صلب سے ام رومان رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبد الرحمٰن بن

www.ahnafmedia.com

ابی بکر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جو تاریخ اسلام کی نہایت درخشندہ ہستیاں ہیں۔

بعثت کے بعد سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت حق کا آغاز فرمایا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان چار عظیم المرتبت ہستیوں میں سے ایک تھے جنہوں نے سب سے پہلے لوائے توحید کو تھاما(یعنی ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، حضرت علی کرم اللہ وجہ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور زید بن حارث رضی اللہ عنہ)۔ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا کو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے بلا تامل ان کی تقلید کی اور یوں سابقون الاوّلون کی مقدس جماعت میں شامل ہو گئیں۔

سفر ہجرت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا عظیم الشان شرف حاصل ہوا۔ مکہ سے چلتے وقت انہوں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے اپنے اہل و عیال کو اللہ کے بھروسے پر دشمنوں کے درمیان چھوڑ دیا۔ جب مدینہ پہنچ کر اطمینان ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ اور حضرت رافع رضی اللہ عنہ کو اپنے اہل و عیال لانے کے لیے مکہ بھیجا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے ہمراہ عبد اللہ بن اُریقط کو اپنے صاحبزادے عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے نام خط دے کر بھیجا کہ وہ بھی ام رومان رضی اللہ عنہا، اسماء رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ہمراہ مدینہ منورہ لے آئیں۔ چنانچہ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا، اسماء رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ معظمہ سے روانہ ہوئیں۔ مدینہ منورہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اہل و عیال نے بنو حارث بن خزرج کے محلے میں قیام کیا جہاں حضرت ابو بکر صدیق

www.ahnafmedia.com

رضی اللہ عنہ نے ایک مکان پہلے سے ہی لے رکھا تھا۔

سن 6 ہجری میں افک کا افسوس ناک واقعہ پیش آیا جس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافیقین مدینہ کی سازش سے ناپاک تہمت لگائی گئی۔ واقعہ کی صورت کچھ ایسی تھی کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبع مبارک بھی پر ملال ہو گئی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کے لیے اپنے آقا کا ملال قیامت سے کم نہ تھا۔ دکھیا بیٹیوں کی پناہ گاہ دامان مادر ہی ہوتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر گرتی پڑتی اپنے والدین کے گھر پہنچیں۔ یہ ایک دو منزلہ مکان تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اوپر کی منزل میں تھے اور ام رومان رضی اللہ عنہا نچلی منزل میں بیٹھی تھیں۔ بیٹی کو اس حالت میں آتے دیکھ کر پوچھا :

"میری بچی خیر تو ہے، کیسے آئیں۔؟"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے واقعہ بیان کیا۔ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا ماں تھیں، دکھ تو انہیں بھی بہت ہوا لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا دل رکھنے کو کہا: " بیٹی گھبراؤ نہیں، جو عورت اپنے خاوند کو زیادہ محبوب ہوتی ہے اسے شوہر کی نظروں سے گرانے کے لیے ایسی باتیں بنائی جاتی ہیں۔ "

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دل پر بنی ہوئی تھی۔ انہیں ماں کے جواب سے تسکین نہ ہوئی اور فرط الم سے ان کی چیخ نکل گئی۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی بچی کی چیخ سن کر بالا خانے سے نیچے اترے، واقعہ سنا، رقیق القلب تو تھے ہی خود بھی رونے لگے۔ جب ذرا قرار آیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا، بیٹی تم اپنے گھر جاؤ، ہم ابھی آتے ہیں۔

جب وہ چلی گئیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ام رومان رضی اللہ عنہا کو ہمراہ

www.ahnafmedia.com

لے کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں پہنچے۔ ام المومنین رنج والم کی شدت سے بخار میں مبتلا ہو گئی تھیں، حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا نے انہیں اپنی گود میں لٹایا۔

نماز عصر کے بعد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے اور اس بہتان کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے استفسار فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ماں باپ کی طرف دیکھا اور کہا، آپ لوگ جواب دیں لیکن دونوں رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے شیدائی تھے اپنے آقا کو ملول دیکھ کر بیٹی کی حمایت کیسے کر سکتے تھے، کہنے لگے: "ہم کیا کہہ سکتے ہیں "

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بالکل بے قصور ہوں۔ "

آخر غیرت الٰہی جوش میں آئی اور اللہ رب العزت نے خود عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طہارت کی گواہی بڑے پُر زور الفاظ میں دی۔ ارشاد ہوا: جب تم نے یہ سنا تو مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کی نسبت نیک گمان کیوں نہیں کیا اور کیوں نہ کہا کہ یہ صریح تہمت ہے۔ (سورہ نور - آیت 12)

آیت برات کے نزول سے حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا کو کمال درجے کی مسرت ہوئی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا سر فخر سے بلند ہو گیا۔ ماں نے بیٹی سے کہا: "بیٹی اٹھو اور اپنے شوہر کے قدم لو۔ "

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ناز سے جواب دیا: "میں تو صرف اپنے رب کی ممنون اور شکر گزار ہوں جس نے میری بے گناہی کی شہادت دی۔ "

حضرت ام رومان کی وفات سن 9 ہجری کو ہوئی۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا کی بہت عزت کرتے تھے چنانچہ ان کی تدفین کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود قبر میں اترے اور ان کے لیے مغفرت کی دعا کی۔

www.ahnafmedia.com

برادری سے بربادی تک

ڈاکٹر ظہور احمد

ہم جہاں عقائد کے اعتبار سے ٹکڑوں میں بٹے ہیں وہیں ہم نے تقسیم سے تقسیم در کے ضابطے پر عمل کرتے ہوئے خود ہو انسانوں کی دنیا میں تقسیم کرتے چلے جارہے ہیں۔ اسی تقسیم کاری کی ایک صورت، بٹ، گجر، ملک، وڑائچ۔ کنبو۔ جتوئی۔ وٹو مینگل ۔۔ مغل ۔۔ پلیجو۔۔ میواتی ۔۔ سواتی ۔۔ چوہدری ۔۔ بھٹو۔ ملک ۔ سردار ۔ تھکیال ۔۔ ڈمال ۔ وغیرہ ہے۔ جس پر ہم ناز کرتے ہیں۔ جس پر ہم نے اپنی بہت سی معاشرتی و ملی ترجیحات کو ترتیب دے رکھا ہے۔ میرے محلہ میں میرے علاقہ میں اسکول اور ڈسپنسری کی حاجت ہے۔ میرے علاقہ میں ٹرانسپورٹ کا مسئلہ ہے۔ جب بات ان مسائل کے حل کی آتی ہے میں آپ ہم سب سراپائے احتجاج ہو جاتے ہیں۔ لیکن یاد رکھیں مسائل کے حل کا طریقہ کار ہے اس طریقہ کار پر چلیں گے تو آپ کے بچے کو جاب بھی ملے گی۔ بہتری بھی آئی گی۔ صحت و تعلیم کی سہولیات بھی ملیں گیں۔ لیکن آپ کے ساتھ ہوا کیا؟ ہوا یہ کہ ایک طرف تو آپ نے اپنے حقوق کے لیے آواز بلند کی تو دوسری جانب آپ کی آنکھوں پر براری کی پٹی باندھ دی گئی۔ جس میں آپ نے جانتے بوجھتے ہوئے۔ بٹ برادری والے قابل اور دیانت دار، اہل اور ہمدرد نمائندہ کو پس پشت ڈال کے اپنی شیخ برادری کے شیخ ہی کو منتخب کرتے ہیں۔ حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ شیخ صاحب انتہا کے بد دیانت اور لہجہ کے سخت اور لڑائی جھگڑے میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔ اہلیت کا یہ عالم ہے کہ موصوف سے پاکستان کی بنیادی معلومات ہی کے متعلق پوچھ لیا جائے تو بغلیں جھانکتے ہیں۔ لیکن اس محلے اور علاقے کے شیخوں نے قسم کھار کھی ہے برادری کی ناک کا مسئلہ ہے۔ جیسا بھی ہو۔ اپنی برادری کا تو ہے۔

www.ahnafmedia.com

اب ذرا غور کیجیے !برادری والو!! جب شیخ صاحب منسٹر بنتے ہیں تو آپ کو ملنے کے لیے پہلے کئی مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ پھر آپ ہی کے انتخاب کی بدولت اسمبلی میں پہنچنے والے مابدولت آپ کو مکوڑوں کی طرح دیکھتے ہیں۔ ان کے لیے آپ ماضی کا قصّہ دیکھائی دیتے ہیں۔ آپ نے انتخاب کے دوران اپنے بنیادی حقوق کو نہ دیکھا۔ آپ نے فقط برادری ہی کو ترجیح دی۔ نتیجہ یہی نکلا کہ وہ بٹ صاحب جو آپ کے لیے بلاامتیاز ہمدردی بھی رکھتے تھے۔ قابلیت بھی رکھتے تھے۔ عزائم بھی اچھے تھے۔ لیکن آپ جو طبی علاج کے لیے میلوں میل دور جارہے ہیں۔ آپ کے بچے کو معقول تعلیمی ماحول نہیں ملتا۔ ٹرانسپوٹیشن کا بھی کوئی پرسانِ حال نہیں۔ علاقے میں بچے کا بے فارم ہی بنوانا پڑے تو دھکے ہی کھانے پڑتے۔

یہ سب کیوں ہوا؟ کچھ غور کیا؟ جناب آپ نے اپنی برادری کے شیخ کو تو پروموٹ کیا لیکن اپنے حقوق کو برادری کی بھینٹ چڑھادیا۔ اب آپ محرومی پر کف افسوس ہی مل سکتے ہیں ۔ آپ برادری ضرور قائم کریں اس سے کوئی منع نہیں کرتا۔ لیکن برادری کو بربادی نہ بنائیں۔ آیئے میں آپ کو کچھ حقائق سے آگاہ کردوں ۔ یہاں صرف برادری کو صرف سیاست کے حوالے سی بیان کیاہے ورنہ اس کے اور بہت سے پہلو ہیں جس پر بات کی جاسکتی ہے۔ میں برادری کا صریح انکار نہیں کررہابلکہ آپ کو یہ بتاچارہاہوں۔ کہ برادری کا نظریہ جو آپ اور میں نے اپنایاہے وہ کسی طور پر بھی درست نہیں۔

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو زندگی کی کسی شعبہ میں رہنمائی حاصل کرنے کے لئے غیروں کا محتاج نہیں رکھا۔ روح و جسم کی تمام ضرورتیں پوری کی ہیں۔ معاش و معاد کے تمام مسائل کا شافی حل بتا دیا ہے۔ ذہنوں میں اٹھنے والے وسوسوں اور دماغوں میں پیدا ہونے والی الجھنوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ہے۔ اب یہ امت پر

www.ahnafmedia.com

منحصر ہے کہ وہ اس خزینہ علم و حکمت سے کہاں تک فیض یاب ہونے کی سنجیدہ کوشش کرتی ہے۔ البتہ ایک بات طے ہے کہ انسانیت کا مستقبل دین اسلام سے وابستہ ہے۔

تہذیب حاضر نے مادی ترقی کے عوض انسان سے جو کچھ لیا ہے اس سے انسان کو جو ذہنی انتشار، نفاق، کھچاؤ اور ظلم و بربریت اور سیاسی و اقتصادی غلامی نصیب ہوئی ہے وہ بڑی بھاری قیمت ہے جو انسان نے ادا کی ہے۔ نئی سائنسی ترقی سے مخلوق خدا کو جو فوائد و برکات حاصل ہو سکتی تھیں وہ کم اور اس کی مکمل تباہی کا جو سامان مہیا کر دیا گیا ہے اس کی ہلاکت آفرینی کا خوف زیادہ ہے۔

آیئے! کتاب مبین سے اس برادری کی حقیقت جانتے ہیں۔ سورۃ حجرات میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْاط اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ. (سورۃ الحجرات، 49 : 13)

”اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا فرمایا اور ہم نے تمہیں (بڑی بڑی) قوموں اور قبیلوں میں (تقسیم) کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بیشک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہو، بیشک اللہ خوب جاننے والا خوب خبر رکھنے والا ہے۔“

اس آیت کریمہ میں ایک بڑی اور عالمگیر گمراہی کی اصلاح کی گئی ہے۔ جس سے دنیا میں ہمیشہ گمراہی پھیلی ہے اور جس سے ظلم و زیادتی کی جڑیں مضبوط ہوئی ہیں۔ یعنی نسلی، قومی، وطنی، لسانی اور رنگ کا تعصب۔ قدیم زمانے سے انسانوں نے انسانیت کو چھوڑ کر اپنے ارد گرد کچھ دائرے کھینچے ہیں جن کے اندر بسنے والوں کو اس نے اپنا اور باہر والوں کو بیگانہ سمجھا ہے۔ یہ دائرے کسی عقلی یا اخلاقی بنیاد پر نہیں بلکہ اتفاقیہ پیدائش کی بنیاد پر کھینچے گئے ہیں۔ مثلاً، ایک قبیلے یا خاندان میں پیدا ہونا۔ کسی خاص خطہ

www.ahnafmedia.com

زمین پر پیدا ہونا، کوئی خاص زبان بولنا، کسی خاص رنگ و نسل سے متعلق ہونا وغیرہ۔

پھر ان بنیادوں پر اپنے اور غیر کی جو تمیز قائم کی گئی اگر اس میں صرف یہ ہوتا کہ اپنوں سے نسبتاً زیادہ محبت ہوتی، ان سے زیادہ ہمدردی ہوتی، ان سے زیادہ حسن سلوک کیا جاتا تو بات بری نہ تھی۔ مگر اس تمیز نے دوسروں سے نفرت، عداوت، تحقیر و تذلیل اور ظلم و ستم کی بدترین صورتیں اختیار کیں۔

ہم نے تمام انسانوں کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔ ان تمام قوموں اور نسلوں کی ابتداء صرف ایک آدم اور حواء سے ہوئی ہے۔ اس تمام سلسلہ میں کوئی بنیاد اس اونچ نیچ کے لئے نہیں جس میں لوگ مبتلا ہیں۔ ایک خدا پیدا کرنے والا۔ ایک مادہ منویہ سے سب کی پیدائش، ایک طریقہ تخلیق کے ماتحت تمام انسان پیدا کئے گئے۔

اپنی اصل کے اعتبار سے ایک ہونے کے باوجود قوموں اور قبیلوں میں تقسیم ہو جانا فطری امر تھا۔ ظاہر ہے کہ پورے روئے زمین کے انسانوں کا ایک ہی خاندان یا ایک ہی علاقہ یا ایک جیسا رنگ یا ایک ہی زبان تو نہ ہوئی تھی۔ نسل بڑھنے کے ساتھ ناگزیر تھا کہ خاندان بڑھیں۔ مختلف علاقوں میں آباد ہوں۔ خاندانوں سے قومیں بنیں اور کسب معاش کے لئے مختلف پیشے اختیار کریں اور تمدن کی بنیاد رکھیں۔

ان فطری اختلافات کو تو ظاہر ہونا ہی تھا، اس میں کوئی خاندانی خرابی نہ تھی بلکہ ان سے قوموں میں اور انسانوں کے مختلف طبقات میں تعارف پیدا ہوا جو ناگزیر تھا۔ مگر اس فطری فرق و امتیاز کا ہرگز منشا یہ نہ تھا کہ اس امتیاز پر انسانوں میں اونچ نیچ، شریف کمین، برتر اور کمتر اور چھوٹے بڑے کے امتیازات قائم کئے جائیں۔ ایک نسل دوسری نسل پر اپنی فضیلت جتائے۔

ایک رنگ کے لوگ دوسرے رنگ کے لوگوں کی تحقیر کریں اور ایک قوم

www.ahnafmedia.com

دوسری قوم پر اپنا تفوق جمائے اور انسانی حقوق میں ایک گروہ کو دوسرے پر ترجیح حاصل ہو۔ خالق نے مختلف اقوام اس لئے بنائیں کہ باہمی تعارف و تعاون ہو۔ ایک دوسرے سے محبت و مودت ہو اور لوگ ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہوں۔

انہی میں سے ایک بات یہ ہے کہ کسی قوم اور برادری میں پیدا ہونا کسی کی بزرگی یا سعادت کی بنیاد نہیں۔ بزرگی و شرافت کی اصل بنیاد اخلاقی فضیلت ہے۔ کسی شخص کا کسی قوم میں پیدا ہونا اس کے لئے اتفاقی امر ہے۔ اس کا اپنا اس میں کوئی اختیار نہیں لہٰذا شرف بزرگی کا اصل سبب قوم و قبیلہ سے متعلق ہونا نہیں بلکہ اس کی ذاتی اخلاقی خوبیاں ہیں۔ جو شخص خدا سے زیادہ ڈرتا ہے، اس کے احکام کا پابند ہے، اس کی رضا کا متلاشی ہے، وہ عظیم ہے، شریف ہے، بزرگ ہے اور قابل تکریم و تعظیم ہے، جو شخص خدا کا باغی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گستاخ ہے وہ ذلیل ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ألحمد الله الذی أذهب عنكم عيبة الجاهلية و تكبرها. بأباها الناس رجلان برتقی كريم صلى الله عليه وآله وسلم على الله وفاجر شقی هين على الله. والناس بنو آدم و خلق الله آدم من تراب. (سیوطی، الدر المنثور، 7 : 579)

”شکر ہے اس خدا کا جس نے تم سی جاہلیت کا عیب اور غرور دور فرمایا، لوگو! تمام انسان صرف دو قسم کے ہیں۔ ایک نیک، پرہیز گار، اللہ کی نگاہ میں عزت والا۔ دوسرا فاجر بدبخت جو اللہ کی نگاہ میں ذلیل ہوتا ہے۔ تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم کو اللہ نے مٹی سے بنایا۔“

حجۃ الوادع کے موقع پر فرمایا: يا أيّها الناس ان ربكم واحد لا فضل لعربی على عجمی ولا لعجمی على عربی ولا لأسود على أحمر ولا لا حمر على أسود إلا بالتقوى إن أكرمكم عند الله أتقٰكم ألا هل بلغت؟ قالوا بلى يا رسول

www.ahnafmedia.com

اللہ قال فلیبلغ الشاھد الغائب. (بیہقی، شعب الایمان، 4 : 289، الرقم:5137)

”لوگو! سن لو، تمہارا خدا ایک ہے کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، کسی کالے کو سرخ اور کسی سرخ کو کالے پر تقوی کے سوا کوئی فضیلت نہیں۔ بے شک تم میں اللہ کے نزدیک معزز وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔ سنو! کیا میں نے تمہیں بات پہنچا دی؟ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ہاں! فرمایا تو جو آدمی یہاں موجود ہے وہ ان لوگوں تک یہ بات پہنچا دے جو موجود نہیں۔“

ایک حدیث میں ہے: إن اللہ لا ینظر إلی صورکم وأموالکم ولکن ینظر إلی قلوبکم و أعمالکم (ابن ماجہ، السنن، 2 : 1388، الرقم:4143)

بے شک اللہ تمہاری صورتیں اور تمہارے مال نہیں دیکھتا، بلکہ تمہارے دل اور تمہارے عمل دیکھتا ہے۔

یہ تعلیمات صرف الفاظ کی حد تک ہی محدود نہیں بلکہ اسلام نے ان کے مطابق اہل ایمان کی ایک عالمگیر برادری عملاً قائم کر کے دکھا دی ہے۔ جس میں رنگ، نسل، زبان، وطن اور قومیت کی کوئی تمیز نہیں۔ جس میں چھوت چھات اور تفریق و تعصب کا کوئی تصور موجود نہیں۔ جس میں شریک ہونے والے تمام انسان خواہ کسی قوم، نسل، وطن، رنگ اور زبان سے تعلق رکھنے والے ہوں، بالکل مساویانہ حقوق کے ساتھ شامل ہو سکتے ہیں اور ہوئے ہیں۔

اسلام کے مخالفین تک کو یہ تسلیم کرنا پڑا کہ انسانی مساوات اور وحدت کے اصولوں کو جس طرح کامیابی کے ساتھ مسلم معاشرے میں عملی صورت دی گئی ہے۔ اس کی کوئی نظیر دنیا کے کسی ملک، کسی دین اور کسی نظام میں کہیں نہیں پائی گئی۔ صرف اسلام ہی وہ دین ہے جس نے دنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے مختلف قبیلوں اور قوموں کو ملا کر ایک امت بنا دیا ہے۔

www.ahnafmedia.com

1920ء کا امریکی جنسی انقلاب

رانا بابر

موجودہ معاشرے میں عورت کی آزادی پر بحث بڑے زور و شور سے جاری ہے۔ تقریباً تمام بین الاقوامی تنظیمیں جو ہیومن رائٹس پر کام کر رہی ہیں انکو سب سے زیادہ فکر عورت کے حقوق کی ہے۔

لیکن ان تنظیموں کو چلانے والے اور انکے سرپرست لوگوں کو عورت کی آزادی کا خطرہ اگر لاحق ہے تو صرف مسلم ممالک میں ہے اپنے گھر کی کوئی فکر نہیں دوسروں کے گھر کی فکر ہے۔

آج معاشرے میں سب سے زیادہ اٹھایا جانے والا سوال ہے عورت کی آزادی اور مجھے اس نظریہ کی دوٹوک الفاظ میں آج تک کوئی خاص سمجھ نہیں لگی کیوں کہ میں کافی عرصے سے اس پر غور کر رہا تھا بھئی کیا ماجرا ہے؟

لیکن جب میں نے اس پر اپنی بساط کے مطابق معلومات اکٹھی کرنے کی کوشش کی تو اس میں مجھے عورت کے حقوق نظر نہیں آئے بلکہ میں گھوم پھر کر ایک نقطے پر پہنچا کہ عورت کا ایک ہی حق ہے جسے مسلم معاشرے پر نافذ کرنے کی کی کوشش کی جارہی ہے۔ اور اس کو عورت کا حق آزادی بھی کہتے ہیں جس میں عورت کو مکمل طور پر جنسی آزادی فراہم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

تنظیموں کے سرپرست اعلیٰ جو انکو منظم اور Circulate کر رہے ہیں انکے ہاں تو عورت بازار کی زینت بنادی گئی ہے، یا بوجہ معاشرتی حالات اپنی مرضی سے بن گئی ہے۔

اب اسوقت ایک مشروب کی بوتل سے لے کر شراب کی بوتل پر عورت

www.ahnafmedia.com

کی تصویر بنادی گئی ہے، ایسے ہی ایک میڈیسن کی ڈبیہ سے لے کر بڑی بڑی دوائی بنانے والی کمپنیوں کے سائن بورڈ پر عورت کی تصویر لگائی جارہی ہے ان سب کو چھوڑیں میرے پاس اس سے مناسب الفاظ نہیں ایک ڈسپوزیبل چیز پر بھی عورت کی نیم عریاں تصویر چھاپ کر بازار میں فروخت کیا جارہا ہے۔

کیا یہ ہے آزادی؟ کیا یہ عزت ہے عورت کی؟ کیا یہ اخلاقی عمل ہے؟ تف ہے ایسے عقلی معیار پر لیکن وہ یہ چاہتے ہیں کہ مسلم معاشرے میں بھی کچھ ایسا ہی ہو۔

یہاں تک مان لیا جائے کہ حقیقی طور پر نہیں بلکہ فرضی طور پر یہ درست ہے ایسا ہونا چاہئے۔ تو کیا یہ درست ہے؟۔ کیا عورت کا صرف یہ ہی حق ہے؟۔ بازار کی رونق خرید و فروخت کی اشیاء ہوا کرتی ہیں کیا عورت ایک بازاری چیز ہے جب دل کیا اسے استعمال کیا جائے اور جب دل کیا اسے چھوڑ دیا جائے؟

کیا عورت کی ایسی ذہنی تربیت کی جائے کہ جس کا مرضی دل کرے اس کے ساتھ کھیلے اور جب دل کرے اس کو کھلونے کی طرح پرے ہٹادے؟۔ پرانے وقتوں میں غلاموں کی منڈیاں لگا کرتی تھیں اور بولیاں بھی جن میں بلا تفریق مرد وزن بازار کی زینت بنا کرتے تھے۔ جس میں بولیاں لگا کرتی تھی عورتیں اور مرد فروخت ہوا کرتے تھے۔

لیکن کیا کبھی کسی نے سوچا کس نے اس قبیح فعل کے خلاف علم بلند کر کے ثابت کیا کہ یہ غلط کام ہے اور عورت کو معاشرے میں عزت اور گھر کی چار دیواری میں حکمرانی دی اس وقت بھی تو عورت کو اس طرح کی جنسی آزادی تھی لیکن کیوں آج دوبارہ اس دور میں واپس لے جانے کی تگ و دو ہو رہی ہے وجہ؟

جن کے ہاں اس طرح کی جنسی آزادی ہے ان کی معاشرتی اکائی یعنی ان کے خاندان میں موجود میاں بیوی کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ جن بچوں کی وہ کفالت اور

www.ahnafmedia.com

پرورش وغیرہ کر رہے ہیں وہ بچے ان کے ہیں بھی یا کہ نہیں۔

وہ تو کچھ وجوہات کی بنا پر بعد میں DNA ٹیسٹ بتاتا ہے کہ اس کا والد تو کوئی اور ہے۔ یہ میں نہیں کہتا آپ مغرب اور امریکہ اور اس طرح کے لبرل ممالک کے اخبارات اور نیوز نیٹ ورک سے معلوم کر سکتے ہیں اور اس میں دوسری قابل غور بات ان کو اس کی فکر بھی نہیں ہے۔

لیکن اس کے برعکس ہمیں ہے کیوں کہ وہ لفظ غیرت کو نہیں مانتے لیکن ہم مانتے ہیں وہاں پر ایک عورت کا ایک کو چھوڑ کر دوسرے، دوسرے مرد کو چھوڑ کر تیسرے، تیسرے کو چھوڑ کر چوتھے کے ساتھ تعلقات استوار کرنا کوئی غیر معیوب بات نہیں بلکہ اس کو وہ لوگ Freedom کے کھاتے میں ڈالتے ہیں۔

ان کے ہاں شادی کی شرح کامیابی اٹھائیں اور مجھے بتائیں کتنے فی صد شادیاں کامیابی کے مراحل طہ کرتی ہیں؟۔ مذہبی معاشرے اور لبرل معاشرے کا فرق تناسب دیکھیں تو ہمارے ہاں کم تعداد میں جتنے فی صد شادیاں ناکام ہوتی ہیں ان کے ہاں اتنے فی صد کامیاب ہوتی ہیں۔

ان کے ہاں مرد وزن آپسی تعلقات کی سکیورٹی کو اتنا اہم نہیں مانتے کیوں کہ یہ ہی ہے ان کی Freedom ۔ کیا ہم بھی اپنے معاشرے میں عورت کو اس طرح کی آزادی دیں؟۔ اس سے خاندان پر کیا اثرات پڑتے ہیں کبھی سوچا ہے؟

اس سے معاشرے میں کس طرح کا بگاڑ آئے گا یہ جو لوگ عورت کی جنسی آزادی کے دعوے دار ہیں کبھی ان کی اپنی زندگی دیکھیں یہ لوگ زندگی کے اس بنیادی پہلو میں ناکام ترین لوگ ہیں۔ ہم زحمت نہیں کریں گے اس بات پر غور کریں کیوں کہ ہمارے سر پر مادی ترقی کا بھوت سوار ہوا پڑا ہے۔ اس کا اثر ایسا ہی ہے جیسا کہ انسان کبھی کبھی خوشی کے مارے اوسان خطا کر بیٹھتا ہے لیکن جب کانوں پر پڑتی ہے

www.ahnafmedia.com

تب عقل ٹھکانے آتی ہے۔

میں مادی ترقی کا منکر نہیں اللہ نے انسان کو شعور کی طاقت دی ہے تو اس کے ساتھ احساس بھی عطا کیا ہے صرف مادیت ہی سب کچھ نہیں۔ غور و فکر صرف مادی ترقی کے لئے نہیں ہے بلکہ احساسات اور جذبات کی سمجھ بوجھ کے لئے بھی اس کا استعمال لازم ہے۔

عورت کی جنسی آزادی کے موجودہ نظریہ کی بنیادی سوچ کی جو کڑی مجھے ملی اسکے مطابق اصل میں اس نظریہ کا پسِ منظر اور آغاز 1920ء میں امریکہ سے ہوا۔

اُس وقت لاکھوں لوگ چھوٹے قصبوں سے ہجرت کر کے شہروں کا رخ کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو شہروں میں آکر آباد ہوئے ان کے شہری لوگوں کے ساتھ خاندانی اور ذاتی آپسی میل جول کو نشو نما ملی جس میں نوعمر عورتوں اور مردوں کو ان کے جنسی تعلقات استوار کرنے اور ان مراسم کو آگے لے کر کے چلنے کی کھلی آزادی ملی۔

کافی عرصہ یونہی چلتا رہا پھر جا کر 1930ء سے لے کر 1940ء تک کے درمیانہ عرصہ میں جنگ عظیم دوئم اور اس کے دباؤ کی وجہ سے یہ جنسی انقلابی تبدیلی تھوڑی سست پڑ گئی۔

جنگ عظیم کے بعد 1945ء میں الفریڈ Kinsey نے ایک پلان ترتیب دیا جسکو بعد میں جنسی انقلاب کے نام سے جانا گیا۔ 1948ء میں الفریڈ اور اس کے دوسرے ساتھیوں نے جنسی تعلیم پر پہلی بار مواد شائع کیا جس کی بدولت امریکی عوام پر حیرت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔

Kinsey کی پہلی کتاب 1948 (Pomeroy and Martin) میں شائع ہوئی اور اس کی بہترین سیل ہوئی۔ اس کے بعد 1953ء میں اس کی دوسری

www.ahnafmedia.com

کتاب (Kinsey et al.) شائع ہوئی یہ بھی بیسٹ سیلر تھی۔ یہ دونوں کتابیں جنسی تعلیم پر مبنی ہیں۔

ان کتابوں نے جنسی انقلاب کے تسلسل کو قائم رکھنے میں مدد کی اور 1960ء تک کے عرصہ تک ان کتابوں نے جنسی انقلاب کو بہت مدد دی اور لوگوں کی ذہن سازی اس طرح ہوئی کہ جنسی تعلقات میں غلط اور درست کی پہچان ختم ہو گئی۔ اور یہ نظریہ دیا کہ اگر جنسی عمل، عیاشی، اور نشہ آور اشیاء کا استعمال کرنا اگر اچھا ہے تو دل کھول کر کرو عمر کی تمیز کئے بغیر جاری رہو۔

میں اپنے الفاظ میں تشریح کروں تو معاشرے کو جنگل بنا دو اور جانوروں کی سی زندگی جیو جس میں کوئی فرق نہ ہو۔ نہ رشتہ کی تمیز ہو۔ نہ جنس کی تمیز ہو۔ امریکہ میں 1946ء سے لے کر کے 1964ء تک کی پیدائش کا یہ ذہن بن چکا تھا کہ جنسی فعل انسانی زندگی کا ایک حصہ ہے خواہ شادی کی جائے یا نہ کی جائے۔

اس میں سب سے اہم اور قابل غور نکتہ یہ ہے کہ جس شادی کو تاریخ میں انسان نے جوڑے کے تعلقات کی سیکیورٹی بنایا تھا جس سے خاندان کی بقا ہو اس سیکیورٹی پر حملہ کر کے اس کو ختم کیا گیا یہ تھی آزادی۔

اور اب دوبارہ انسان کو پتھر کے زمانے کی طرف لوٹانے اور ننگ دھڑنگ بنانے کی بھرپور کوشش جاری ہے۔ جنسی طاقت کے لئے ادویات اور اس کے ساتھ مانع حمل ادویات وغیرہ نے بھی جنسی انقلاب میں بہت حد تک مدد کی کیوں کہ اس کی بدولت ایک سیکیورٹی کو تو ختم کیا گیا لیکن اب خود بھی تو اس عمل کے بعد اپنے کئے کی بھی سیکیورٹی ضرورت تھی تو وہ جدید ٹیکنالوجی نے فراہم کی۔

تم ہمیں پرانے خیالات کا طعنہ دو گے لیکن تمہارے خیالات جو تمہاری نظر میں نئے ہیں وہ تو ہم سے بھی پرانے نکلے۔

www.ahnafmedia.com

پھر دیجیے جبیں کو سجدوں سے تازگی

عزیز بلگرامی

یہ ہمارے پاؤں تلے بچھا ہوا فرشِ زمین اور یہ ہمارے سروں پر تنا ہوا آسمان کا سائبان، یہ خاموش ساحلوں سے ٹکراتی ہوئی بحرِ بے کراں کی موجیں اور یہ پُر شکوہ فلک بوس کوہستانی سلسلے، یہ رم جھم کرتی آسمانوں کی بلندی سے برستی بارش اور ہر ذی روح و غیر ذی روح کو خس و خاشاک کی طرح بہالے جانے والے یہ بپھرے ہوئے سیلاب، یہ انسانوں کے بدن کو جھلسا دینے والی گرمیاں اور یہ منجمد کر کے رکھ دینے والے سرد ہوا کے جھونکے، یہ فراوانیٔ رزق کے ساتھ اِسی زمین کے ایک بڑے خطے پر دیوانہ وار رقص کرنے والے قحط و قلت کے یہ بے کیف منظر، غرض کہ اس کائنات کی ہر منفی و مثبت شئے ہمارے لئے دروسِ عبرت لیے ہوئے ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی عقلِ سلیم کے ذریعہ ان منظروں میں پنہاں خاموش اِشارات پر غور و فکر کریں اور ان سے حسب لیاقت واستطاعت سبق حاصل کریں۔ کیا عجب کہ ہم اپنی زندگی کو بہتری کی سمت گامزن کر سکیں اور ہماری اُخروی زندگی کو کامیابی و کامرانی کی منزل نصیب ہو جائے۔ چوبیسویں سورۃ النور کی تر تالیسویں آیت دیکھیے: ”کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ بادل کو آہستہ آہستہ چلاتا ہے، پھر اس کے ٹکڑوں کو باہم جوڑتا ہے، پھر اسے سمیٹ کر ایک کثیف ابر بنا دیتا ہے، پھر تم دیکھتے ہو کہ اس کے خول میں سے بارش کے قطرے ٹپکتے چلے آتے ہیں اور وہ آسمان کی بلندیوں سے پہاڑوں کی طرح حجم رکھنے والے بادلوں سے اولے بھی برساتا ہے۔ پھر جس پر چاہے وہ اولے ہی برسادے اور جسے چاہے بچالے۔ ممکن ہے کہ اُس کی بجلی کی چمک ہی نگاہوں کو خیرہ کر دے۔ رات اور دن کا اُلٹ پھیر بھی وہی کر رہا ہے۔ بیشک اِس میں ایک سبق ہے آنکھوں والوں کے لیے۔“

www.ahnafmedia.com

مثلاً، ذرا ان پیڑوں کو دیکھیے! بہ ظاہر اپنی جگہ پر خاموش کھڑے ہوئے ہیں، ہر نوع کے موسم میں، طرح طرح کے نامساعد حالات کا صبر و سکون کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں، محض اس لیے کہ بحکم خداوندی یہ حضرتِ انسان کے لئے نفع بخش بنے رہیں۔ انسانوں کا حال ایک طرف یہ ہے کہ اپنی سانس کے حوالے سے فضاؤں میں مسلسل کاربن ڈائی آکسائیڈ کا اخراج کرتے رہتے ہیں۔ اور دوسری طرف ان وفا شعار پیڑوں کا حال یہ کہ وہ اِس خارج شدہ کاربن ڈائی آکسائیڈ جیسی ضرر رساں گیس کو اپنے اندر جذب کر لینے سے دریغ نہیں کرتے۔ حد تو یہ ہے کہ ایک ضرر رساں گیس کے عوض یہ پیڑ ماحولیاتی عدم توازن پیدا کرنے والے ان ہی انسانوں کے لیے آکسیجن جیسی حیات بخش اور ضامنِ زندگی شے مہیا کرتے رہتے ہیں۔ انسانوں کے بے لوث خادموں کی طرح جس طرح یہ پیڑ پودے مصروفِ خدمت ہیں، کیا ہم اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ اپنے رب کے کلام کو، جسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطورِ امانت ہمارے حوالے کیا تھا، مکمل احساسِ امانت داری کے ساتھ دنیائے انسانیت کی نذر کریں! اس عظیم جد جہد کی راہ میں اُٹھنے والے ہر طوفان بلا خیز کا عزم و حوصلے اور سنجیدگی و استقلال کے ساتھ مقابلہ کریں! شر سے خیر کو بر آمد کریں اور اپنے رب کی راہ پر گامزن رہیں! ایسا کرتے وقت یعنی رب تعالیٰ کے پیغامات کے بلاغ کے دوران ہم پانچویں سورۃ کی سد سٹھویں آیت میں موجود خوشخبری کو ضرور پیشِ نظر رکھیں: ”اے رسولؐ، پہنچا دیجئے جو کچھ نازل کیا ہے آپؐ پر آپؐ کے رب نے۔ اگر آپؐ نے ایسا نہیں کیا تو اس کی رسالت کا حق ہی ادا نہیں ہوا۔ اور (اس کام میں) اللہ آپؐ کو انسانوں (کے شر سے) بچائے گا۔ اور اللہ نافرمان لوگوں کو راہ نہیں سوجھنے دیتا۔

پھر ایک منظر دیکھیے! ہم دیکھتے ہیں کہ آب و تاب کے ساتھ بہتے ہوئے پانی کے پُر شور بہاؤ کے درمیان اگر کوئی چٹان سدِّ راہ بن جاتی ہے تو بہتا ہوا پانی اِسے ہٹانے

www.ahnafmedia.com

میں اپنی توانائی ضائع نہیں کرتا، بلکہ چٹان کے پہلو سے اپنا راستہ بناتے ہوئے اپنے بہاؤ کا سفر جاری رکھتا ہے۔ کیا اِس میں ہمارے لیے یہ درس نہیں کہ مزاحمتوں سے تصادم پر اپنی توانائی ضائع نہ کی جائے۔ بلکہ اپنی توانائی کو بچاتے ہوئے اپنے فرائض کی انجام دہی میں اپنے آپ کو مصروف رکھیں۔ بہتے ہوئے پانی کی طرح انسانوں کی تشنگیٔ ہدایت کو بجھاتے ہوئے اپنی منزل کی طرف مسلسل بڑھتے رہیں۔ یہ صورتحال اُسی وقت ممکن ہو سکتی ہے جب ہم اپنا حتمی ہدف اللہ کی رضا اور مغفرت کو بنائیں۔ صبر، توکل اور سعیٔ مسلسل ہمارا وظیفۂ حیات بن جائے۔

فلک پر روشن اِس چمکتے ہوئے سورج کو دیکھیے! زمین کی ہر مخلوق کے لئے یہ منبع توانائی (انرجی) بنا ہوا ہے۔ ہر صبح ایک وقتِ مقررہ پر یہ طلوع ہوتا ہے۔ شاید نہیں۔ یہ بظاہر غروب ہو جاتا ہے، لیکن دراصل وہ طلوع ہی ہوتا رہتا ہے، یعنی عین اُس وقت جب کہ وہ غروب ہو رہا ہوتا ہے تو دراصل وہ زمین کے کسی اور حصے کے لیے طلوع ہو رہا ہوتا ہے اور زمین پر آباد مخلوق کی زندگی کی ضمانت بنتا ہے اور غروب ہو کر اپنے پیچھے اندھیرا بھی چھوڑ جاتا ہے تو انسانوں کے لیے آرام کرنے اور تازہ دم ہونے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ یعنی یہ اپنے فرض کی ادائیگی میں فرمانبردار بنا رہتا ہے اور ایک مقررہ وقت پر غروب ہو کر ہمارے لئے یہ پیغامِ روشن چھوڑ جاتا ہے کہ اپنے فرائض کو وفا شعاری اور پابندیٔ وقت کے ساتھ ادا کیا جائے، اپنی موجودہ زندگی کے غروب ہونے اور اپنی ابدی زندگی کے طلوع ہونے سے پہلے پہلے اپنے فرائض کو مکمل احساسِ ذمہ داری کے ساتھ ادا کیا جائے۔

پھر آسمان سے برسنے والی بارش پر ایک نظر ڈالیے۔ بارش برستی ہے تو کتنے دروسِ عبرت ہیں جو ہمیں حاصل ہوتے ہیں! ہم دیکھتے ہیں کہ یہ رنگ و نسل میں تفریق نہیں کرتی، ذات پات کو کوئی اہمیت نہیں دیتی، تذکیر و تانیث کی بحث نہیں

www.ahnafmedia.com

چھیڑتی، بلکہ ساری مخلوق کے لیے یکساں طور پر برستی ہے اور ابرِ رحمت بن کر برستی ہے۔ پیاسی دھرتی کی پیاس بجھاتی ہے، اِسے سیر اب کرتی ہے۔ کیا ہم بارش کے شعار کو نہیں اپنا سکتے ! انسانیت کو بارشِ ہدایت کی ضرورت ہے اور زمین پر بسنے والی محروم ہدایت انسانیت کے خشک سینوں کو رب تعالےٰ کا کلام ہی سیر اب کر سکتا ہے۔ کیا ہم سسکتی بلکتی انسانیت کے مسیحا نہیں بن سکتے ! انسانیت کے جسم پر گمرہی اور سرکشی کے جو زخم آئے ہیں کیا اِن زخموں پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ رُشد کا پھاہا نہیں لگا سکتے !! وہ نسخۂ کیمیا جو گوشۂ حرا کی پر کیف تنہائیوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے، کیا بیمار انسانی ذہنوں کے امراض کا مداوا نہیں بن سکتا؟ کتنی کثافتیں ہیں جو اِس وقت انسانیت کو اپنی گرفت میں لے چکی ہیں اور آلودہ کر چکی ہیں۔ یہ بات نگاہ سے اوجھل نہیں ہونی چاہیے کہ رب تعالیٰ انسانیت کے لئے فائدہ مند چیزوں کو زمین میں ثبات اور بقا عطا فرماتے ہیں جیسا کہ تیرھویں سورۃ کی ستراویں آیت میں بالکل واضح الفاظ میں ذکر ہے: ”۔۔۔جو جھاگ ہے وہ اُڑ جایا کرتا ہے اور جو چیز انسانوں کے لیے نافع ہے وہ زمین میں ٹھہر جاتی ہے۔۔۔“

پھر ذرا سمندر کو دیکھیے ! بظاہر پُر سکون دکھائی دینے والا یہ سمندر، جس کے سینے میں نہ جانے کتنے طوفان مچلتے رہتے ہیں۔ آیئے ذرا اِس کی گہرائیوں میں جھانک کر دیکھیں۔ اِس کی گہرائیوں کی دنیا بڑی عجیب ہے۔ روشن سورج کی سفید کرنیں جب سطح سمندر سے ٹکراتی ہیں تو مختلف گہرائیوں اور گیرائیوں کے اعتبار سے نور کی یہ سفیدی مختلف رنگوں میں منقسم ہو جاتی ہے۔

چوبیسویں سورۃ النور کی چالیسویں آیت میں اللہ تعالیٰ سمندروں کی گہرائیوں اور اس کے عمیق اندھیروں کا تذکرہ فرماتا ہے: ”یا (ایسے نافرمانوں، ناشکروں اور حق کے انکاریوں کے اعمال کی دوسری مثال) جیسے سمندر کی عمیق گہرائیوں میں اندھیرے

www.ahnafmedia.com

، اس پر موج کے اوپر موج چھا رہی ہو اور اسکے اوپر (آسمان میں) گھنے سیاہ بادل، تاریکیوں پر تاریکیاں ہوں۔ جب اپنے ہاتھ کو ہی دیکھنا چاہے تو بھی نہ دیکھ سکے (ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے) اور اللہ جس کے لئے کوئی نور مہیا نہ کرے، تو کوئی اسے نور فراہم کرنے والا نہیں ہے۔"

اِس آیت سے ہماری فکر و نظر کو یہ مہمیز ملتی ہے کہ ہم علومِ بحر Oceanography کی موجودہ معلومات سے بھی کچھ استفادہ کریں۔ سمندر کی گہرائیوں سے پیدا ہونے والے اندھیروں کی حقیقت ذیل میں بیان کی جارہی ہے:

اولاً، سمندر میں دو سو میٹر کی گہرائی تک کا جو خطہ ہوتا ہے وہ خطۂ سطحیت کہلاتا ہے۔ وہاں تک صرف اتنی روشنی باقی رہ جاتی ہے کہ سمندری پودوں میں کلوروفل بنانے کا عمل یعنی Photosynthesis جاری رہے۔ سمندری زندگی بس اسی گہرائی تک پائی جاتی ہے۔ شارک جیسی مچھلیاں بھی اِسی گہرائی تک متحرک رہتی ہیں۔ اس خطہ کو Epipelagic Zone کہتے ہیں۔ یہ وہ خطے ہیں جنہیں دنیا نے ابھی ابھی دریافت کیا ہے، جبکہ چودہ صدیوں قبل ہی ہمارے ربِّ ذوالجلال نے ہمارے لیے یہ معلومات مہیا کر دی تھیں۔

ثانیاً، دو سو میٹر سے ایک ہزار میٹر کی گہرائی کے خطے کو Mesopelagic Zone کہا جاتا ہے۔ سمندری گہرائی کے اِس حصہ میں انتہائی خفیف سا نور نفوذ کر پاتا ہے، جو سمندری زندگی کی بقا کے لئے کافی نہیں ہوتا۔ اس لئے یہاں آبی پودے یا سمندری مخلوقات تقریباً ناپید ہوتی ہیں۔

ثالثاً، ایک ہزار سے تقریباً چار ہزار میٹر کی گہرائی کے خطے کو Bathypelagic Zone کہا جاتا ہے۔ گہرائی کے اِس حصہ میں سمندر بالکل ہی تاریک ہو جاتا ہے۔ نور کی کوئی کرن اس گہرائی تک پہنچ نہیں پاتی نتیجتاً ہر طرف تاریکی

www.ahnafmedia.com

ہی تاریکی چھائی ہوتی ہے، جیسا کہ مذکورہ آیت میں کہا گیا ہے۔

رابعاً، چار ہزار سے لے کر سمندر کی سب سے نچلی سطح یا صحنِ سمندر تک، تاریکیوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہوتا ہے، جس کے تصور ہی سے جسم پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اس خطۂ گہرائی کو Abyssopelagic Zone کہا جاتا ہے۔ پھر صحنِ سمندر کو دیکھیے! یہاں تنگ مگر گہری کھائیوں کے سلسلے ہوتے ہیں، جنہیں Trench کہا جاتا ہے۔ بحرِ اوقیانوس کی Mariana Trench نامی ایسی ہی ایک کھائی کی گہرائی 10,924 میٹر یعنی تقریباً 35,840 پیمائش کی گئی ہے، یعنی اگر ہمالیہ پہاڑ کو Mariana Trench میں رکھ دیا جائے تو اس کی سب سے بلند چوٹی ماؤنٹ ایورسٹ سمندری پانی میں اِس قدر گہرائی تک ڈوبے گی کہ اِس کے اور سطحِ سمندر کے درمیان پھر بھی 1.5 کلو میٹر کا فاصلہ ہوگا یعنی ہمالیہ کی اِس بلند ترین چوٹی کے تقریباً ایک میل کی اونچائی تک پانی بھرا ہوا ہوگا۔ خدا کا شکر کہ آج سائنس، کمپیوٹر اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کے دور میں اِن آیات کی گہرائی و گیرائی کی حقیقت کو سمجھنا ہمارے لئے آسان ہو گیا ہے۔

ساڑھے چودہ سو سال قبل اس طرح کی تفصیلات کا علم کیا انسان کے بس کی بات ہو سکتی تھی؟ یہ الکتاب الحکیم کی آیتیں ہیں جو ہر دور کے انسان کو قائل ہونے پر مجبور کرتی ہیں کہ یہ کتاب 'کلامِ بندہ' نہیں بلکہ 'کلامِ الٰہی' ہے جو انسانوں کے خالق کی کتاب ہے، جس نے سمندروں کی بھی تخلیق کی اور وہی ہے جس نے معلوماتِ عامہ کے دروازے ہم پر وا کیے کہ ہم اِس کی روشنی میں کلامِ الٰہی کی آیات کا مزید ادراک کریں۔ یہ سلسلہ جاری رہے گا اور خلاق العلیم کی یہ کتاب نئی نئی معلومات کی روشنی میں اپنی حقانیت ثابت کرتی رہے گی اور انسانیت بے اختیار پکار اٹھے گی کہ یہ کتاب فی

www.ahnafmedia.com

الحقیقت ربِّ کائنات کی کتاب ہے، جسے انسانوں کی ہدایت کے لیے نازل کیا گیا ہے۔

ہمارے سامنے سائنسی حقائق بھی ہوں، یہ آیاتِ بینات بھی ہوں! رات دن ان کا ہمیں مشاہدہ بھی ہو رہا ہو! پھر بھی ہم غفلت سے نہ جاگیں؟ نورانی کتاب ہمارے درمیان ہو، پھر بھی ہم اندھیروں میں رہنا پسند کریں؟ ہدایت کے چمکتے سورج کے باوجود، ہدایت کی کوئی کرن ہم تک نہ پہنچے، کیا یہ حیرت کی بات نہیں؟ کیا ہم اپنی سطح کو اس قدر بلند نہیں کر سکتے کہ تاریکی سے باہر آجائیں؟ کتاب اللہ کی نورانی کرنیں ہماری زندگی کو جگمگا دیں۔ ہماری آخرت کو روشن کر دیں۔ کیوں اِس کتابِ منوّر سے ہم قریب نہیں ہو پاتے! کہ اِس کی تلاوت بھی ہوتی رہے اور اسکے معنی و مفہوم سے بھی ہم قریب تر ہو جائیں اور توفیقِ خداوندی سے اِس کی ہدایات پر عمل پیرائی کا موقع میسر آئے!

پانچویں سورۃ کی پندرھویں اور سولھویں آیت میں ساری انسانیت سے صاف صاف ارشاد فرمایا گیا ہے: ”اے اہل کتاب! بیشک تمہارے پاس ہمارے ایسے رسول آئے ہیں جو الکتاب کا بہت سا بیان کر دیتے ہیں جو تم نے چھپا رکھا ہے اور تمہاری بہت سی باتوں سے درگذر کر جاتے ہیں۔ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب مبین آچکے ہیں۔ اللہ اس کے ذریعہ ہر اس شخص کو سلامتی والے راستوں پر چلاتا ہے جو اللہ کی رضوان کے پیچھے چلنا چاہے اور انہیں اندھیروں سے نکالتا ہے، نور کی طرف (رہنمائی کے لیے)۔“

ہدایت کا سورج اپنی آب و تاب کے ساتھ مسلسل چمک رہا ہے، لیکن ہم اپنے دل کی کھڑکیوں پر پڑے پردوں کو ہٹانا نہیں چاہتے۔ کیا جگمگا نہیں جائے گی ہمارے ذہن و دل کی کائنات؟ اگر ہم کتاب اللہ سے اپنے تعلق کو جوڑ لیں! نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کے اسوہ حسنہ پر عمل کریں اور ہم اخلاقِ کریمانہ کی جستجو

www.ahnafmedia.com

کریں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بڑا معروف ہے: **بلغوا عنی ولو آیۃ** یعنی ''مجھ سے اگر ایک ہی آیت تم نے سنی ہو، تو دوسرے انسانوں تک اُسے پہنچاؤ۔''

یہ ایک حیران کن حقیقت ہے کہ دنیا کی تقریباً دو ہزار زبانوں میں قرآن شریف کے ترجمے ہو کر سارے عالم میں پھیل چکے ہیں۔ تفاسیر کی تعداد اور ان کی افادیت بھی کچھ کم نہیں ہے۔ لیکن حقیقی ضرورت اللہ کے اوریجنل کلام Original Text کے بلاغ کی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اندھیروں میں بھٹکنے والی انسانوں کی اکثریت اپنے رب کی راہ گم کر چکی ہے جس میں ہم بھی شامل ہیں۔ ایک کامیاب اور باعزت زندگی کے لیے کتاب اللہ کی طرف پلٹنا ضروری ہے۔ پھر نہ خام خیالیاں رہیں گی، نہ توہمات نہ جہالت کے اندھیرے۔ عقل، سائنس، علوم وفنون لوگ ہم سے سیکھنے لگیں گے۔

المیہ یہ ہے کہ ہم چاند اور مریخ پر کمندیں توڈال رہے ہیں، مگر ہمارے اپنے اندر کے نہاں خانے کتاب اللہ کے نور سے جگمگا نہیں رہے ہیں۔ دنیا خالقِ کائنات کے پیغام سے غافل ہے۔ ہمارا بھی حال کچھ یہی ہے۔

کیا دنیا کی اس امتحان گاہ میں ہم کتابِ نور سے اپنی زندگی کی تاریکیوں کو دور کرنا چاہتے ہیں؟

کیا ہم اپنی کھوئی ہوئی عزت و عظمت کی بازیافت کے خواہشمند ہیں؟

کیا آخرت کی فلاح ہمارے پیش نظر بھی ہے؟

یہ فیصلہ ذاتی طور پر ہم میں سے ہر شخص کو کرنا ہے۔ اپنے معمولات، اپنے اخلاق و کردار اور اپنے رویہ اور طرز زندگی میں مطلوبہ تبدیلیاں لانے کے ہم خود ذمہ دار ہیں۔

www.ahnafmedia.com

عفو و درگزر

عبدالعزیز

دشمن سے انتقام لینا فطرت انسانی کا خاصہ ہے، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف یہ کہ دشمنوں سے انتقام کے قائل نہیں تھے بلکہ ہر موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بدترین دشمنوں سے حسن سلوک برتا اور ان کے ساتھ ہر ممکن مہربانی سے پیش آئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ جو کوئی مجھ پر ظلم کرے، میں اس کو قدرتِ انتقام کے باوجود معاف کر دوں۔ جو مجھ سے قطع کرے میں اس کو ملاؤں۔ جو مجھے محروم رکھے، میں اس کو عطا کروں۔ غضب اور خوشنودی، دونوں حالتوں میں حق گوئی کو شیوہ بناؤں“۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی اس کا مظہر رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ دشمنوں کے حق میں دعا کرتے رہتے تھے، یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی کہ آپ ان کیلئے استغفار کریں یا نہ کریں برابر ہے۔ پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے حق میں بددعا نہیں کی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بارگاہِ نبوی میں درخواست پیش کی گئی کہ یارسول اللہ! مشرکوں پر بددعا اور لعنت کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں لعنت کرنے والے کی حیثیت سے مبعوث نہیں ہوا بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

غزوۂ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے چار دانت شہید ہو گئے۔ سر مبارک اور چہرۂ انور بھی زخمی ہو گیا۔ یہ دیکھ کر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے

www.ahnafmedia.com

رنج اور اضطراب کی حالت میں گزارش کی، یارسول اللہ! کاش آپ ان دشمنانِ دین پر بد دعا کرتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں لعنت اور بد دعا کیلئے نہیں بھیجا گیا بلکہ لوگوں کو راہ حق کی طرف بلانے کے واسطے بھیجا گیا ہوں۔

اس کے باوجود جب قریش کے رویّے میں کوئی تبدیلی نہیں آئی اور ان کے مظالم و ایذا رسانی کا سلسلہ حد سے بڑھ گیا تو صحابہؓ نے پھر عرض کیا کہ حضور! ان ظالموں کے حق میں بد دعا کیجئے۔

مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے حق میں یہ دعا کی: "الٰہی میری قوم کو بخش دے کہ یہ لوگ بے خبر ہیں"۔

جنگ احد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک میں خود کے دو حلقے پیوست ہو گئے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے التماس کی: یارسول اللہ! دشمنوں کے حق میں بد دعا کیجئے۔ اس موقع پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں یہ دعا کی کہ "الٰہی! میری قوم کو بخش دے۔ یہ لوگ ناواقف ہیں"۔

سخت ترین دن: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ایذائیں جھیلیں، لیکن سخت ترین دن وہ تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ اسلام کیلئے طائف گئے۔

وہاں دعوتِ اسلام کے جواب میں لوگ سخت بد اخلاقی سے پیش آئے۔ بازاری لفنگوں اور اوباشوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لگا دیا۔ یہ غنڈے بدمعاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ٹوٹ پڑے اور ذات اقدس پر بے پناہ سنگ باری شروع کر دی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جدھر کا رخ کرتے یہ غول آپ کا تعاقب کر کے پتھراؤ کرتا اور گالیاں بکتا۔ حضرت زیدؓ نے اپنے جسم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے

www.ahnafmedia.com

ڈھال بنا رکھا تھا، لیکن جب چاروں طرف سے پتھر برس رہے ہوں تو وہ کہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محفوظ رکھ سکتے تھے، اتنی سنگ باری ہوئی کہ جسم مبارک لہولہاں ہو گیا اور نعلین مبارک میں خون بھر گیا۔ جسد اطہر کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جو مجروح نہ ہوا ہو اور اس سے خون نہ رِس رہا ہو۔

آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی مشکل سے ایک باغ میں انگور کی بیلوں میں پناہ لی اور اوباشوں سے پیچھا چھڑایا۔ حضرت زیدؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا خون پونچھا۔

نعلین مبارک میں اتنا خون جم گیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے وقت بمشکل اپنے پیر سے نعلین نکال سکے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ میرے لئے سخت ترین دن تھا۔ میں باغ سے نکل کر غم زدہ آرہا تھا کہ اچانک بادل کے ایک ٹکڑے نے آکر میرے اوپر سایہ کر دیا۔

میں نے جو نظر اٹھا کر دیکھا تو جبریل علیہ السلام تھے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا جو کچھ آپ کے ساتھ ہوا ہے حق تعالیٰ شانہٗ نے اسے دیکھا اور اگر آپ کی مرضی ہو تو طائف کے دونوں پہاڑوں کو باہم ملا کر یہاں کی ساری آبادی کو تہس نہس کر دیا جائے۔

میں نے کہا؛ نہیں، میں ان کی ہلاکت و بربادی نہیں چاہتا بلکہ مجھے خدا کے فضل سے امید ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ انہی میں سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو خدائے واحد کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے“۔

گیارہ سال بعد یہی اہل طائف تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت سے دستبردار ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں گر پڑے۔

www.ahnafmedia.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد مکہ میں سخت قحط پڑا۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ قریش چمڑا اور مردار کھانے لگے۔ ابو سفیان کو یہ معلوم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہوتی ہے۔ وہ مدینہ پہنچے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتجی ہوئے کہ محمد! آپ کی قوم قحط سے ہلاک ہو رہی ہے، آپ ان کیلئے دعا کیجئے۔

اس کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں کہا کہ میں ان لوگوں کے حق میں کیوں دعا کروں جنہوں نے مجھے اور میرے ساتھیوں کو تکلیفیں پہنچائیں اور ہمیں اپنے گھروں سے نکالا، بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فی الفور دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا قبول ہوئی۔

اناج کی بندش: شہر مکہ میں کوئی چیز پیدا نہیں ہوئی۔ اناج یمامہ سے آتا تھا۔ یمامہ کے حاکم حضرت ثمامہؓ مسلمان ہوگئے اور انہوں نے مکہ معظمہ کی طرف غلے کی برآمد بند کر دی۔ اس بندش سے قریش میں کہرام مچ گیا۔ انہوں نے سخت اضطراب اور بدحواسی کے عالم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ میں رجوع کیا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمامہؓ کے نام پیغام بھیجا کہ اناج کی بندش اٹھالو، چنانچہ اناج مکہ پہنچنے لگا۔ حالانکہ یہ اہل مکہ وہی تھے جنہوں نے مسلسل تین سال تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان والوں کا ایسا مقاطعہ (بائیکاٹ) کیا تھا کہ اناج کا ایک دانہ تک پہنچنے نہیں دیتے تھے۔ ہاشمی بچے بھوک سے تڑپتے اور بلبلا اٹھتے تھے، لیکن ان ظالموں کے پتھر دل کسی طرح نہ پسیجتے تھے بلکہ یہ گریہ و بکا سن کر رحم کرنے کے بجائے ہنستے اور خوش ہوتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ سب باتیں بھول ان کیلئے اناج کی بندش ختم کروائی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی جذبۂ ترحم میدانِ جنگ میں بھی رہتا تھا۔ بدر کے میدانِ جنگ میں لڑائی شروع ہونے سے پہلے مشرکین کی فوج کے آدمی اس

www.ahnafmedia.com

حوض پر پانی پینے آئے جو اسلامی لشکر کے قبضے میں تھا۔

مسلمانوں کی فوج نے یہ حوض اپنی ضرورت کیلئے تیار کیا تھا۔ صحابہ کرامؓ نے مشرکین کو پانی پینے سے روکنا چاہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پانی پینے سے منع نہ کرو، پینے دو"۔

فتح مکہ کے بعد کا منظر: جب مسلمانوں نے مکہ فتح کیا تو یہ وقت تھا کہ وہ ظالمون سے ایک ایک ظلم کا بدلہ لے سکتے تھے۔ ابو سفیان بہت پریشان تھا۔ سعد بن عبادہؓ نے ابو سفیان سے کہا: ابو سفیان! آج کا دن قتل اور خون ریزی کا دن ہے۔ آج کے روز خدائے شدید العقاب قریش کو ذلیل کرے گا۔"

یہ سن کر سفیان حواس باختہ ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نظر آئے تو کہا: "یارسول اللہ! کیا آپ نے اپنی ہی قوم قریش کے قتل و غارت کا حکم دے دیا ہے؟" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر گز نہیں۔"

ابو سفیان نے کہا: "سعد تو یہی کہہ رہے ہیں"۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "سعد غلط کہتے ہیں، تم اطمینان رکھو۔ آج کا دن لطف اور رحمت کا دن ہے"

ابو سفیان نے کہا: " میں آپ کو خدائے برتر کی قسم اور قریش کی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں کہ قریش کو معاف کیجئے، کوئی انتقام نہ لیجئے"۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں؛ ایسا ہی ہو گا۔"

اور حکم جاری کیا سعد سے جو انصار کا جھنڈا لئے فوج کی کمان کر رہے تھے، جھنڈا لے لیا جائے کیونکہ وہ جذبات سے مغلوب ہیں اور انتقامی کارروائی کر سکتے ہیں۔

حضرت سعدؓ بن عبادہ قبیلہ خزرج کے رئیس اعظم تھے اور قریش مکہ نے قبول اسلام کی پاداش میں انہیں بری طرح اپنے جور و ستم کا تختۂ مشق بنایا تھا اور فطری

www.ahnafmedia.com

طور پر وہ اس جور و ستم کا بدلہ لینا چاہتے تھے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا کہ یہ یوم انتقام نہیں، یوم رحمت ہے۔ اور احتیاطاً ان سے پرچم لے لیا۔ جس فوج کی وہ کمان کر رہے تھے اس کی کمان دوسرے کے سپرد کر دی گئی۔

یہ اعلان ہوا کہ جو کوئی ابوسفیان کے مکان میں پناہ لے گا یا اپنے گھر کا دروازہ بند رکھے گا یا ہتھیار جسم سے علاحدہ کر دے گا اس کو امان ہے لیکن پھر بھی لوگ سمجھ رہے تھے کہ مسلمانوں کی فوج مکہ میں خون کی ندیاں بہا دے گی اور ہمیں اپنی ایذا رسانیوں اور جفاکاریوں کی عبرت ناک سزا ملے گی، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا مشفقانہ برتاؤ کیا کہ بعض انصار صحابیؓ سرگوشیاں کرنے لگے کہ حضورؐ پر اپنی قوم کی الفت اور وطن کی محبت غالب آگئی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم مدینہ والوں کو چھوڑ کر مکہ ہی میں اپنے لوگوں کے ساتھ رہا کریں گے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو جمع کیا اور فرمایا: ”تم نے کہا ہے کہ رسول اللہ پر اپنی قوم کی الفت اور وطن کی محبت غالب آگئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی خاطر تمہاری طرف ہجرت کی تھی اور مطمئن رہو کہ میرا مرنا، جینا تمہارے ساتھ ہی ہے“۔ انصار عرض پیرا ہوئے: ”یارسول اللہ! ہم نے جو کچھ کہا ہے خدا اور رسول کی محبت میں کہا ہے“۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”خدا تمہارا عذر قبول کرتا ہے“۔

شانِ رحمۃ للعالمین: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کوئی اور فاتح مکہ میں یوں فاتحانہ داخل ہوتا تو اس کے کبر و غرور کی کوئی انتہا نہ ہوتی اور وہ بڑی شان و شوکت اور جاہ و جلال کا مظاہرہ کرتا لیکن اقلیم نبوت کے تاجدارؐ نے اس موقع پر تواضع، حلم اور انکسار کا ایسا مظاہرہ کیا کہ دنیا میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اس داخلے کی کیفیت یوں لکھتے ہیں کہ فوجی

www.ahnafmedia.com

دستوں کو تین سمتوں میں متعین فرمانے کے بعد آپؐ نے غسل کیا۔ پھر اسلحہ زیب تن کر کے خاص اصحاب کے ساتھ اونٹوں پر سوار ہوئے۔ آپؐ کو اپنی ہجرت کا وہ نازک وقت یاد آیا جب اسی مکہ میں دشمنوں نے آپؐ کے قتل کا فیصلہ کر کے رات بھر آپؐ کے مکان کا محاصرہ کر رکھا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم بے کسی میں غارِ ثور کے اندر جا چھپے تھے۔ اب اسی شہر میں خدا نے حاکمانہ اقتدار بخشا تھا۔ اس پر جذبۂ تشکر سے سرشار ہو کر سب سے پہلے حضورؐ نے اپنا سر مبارک جھکایا اور اونٹ پر بیٹھے بیٹھے ہی سجدۂ شکر ادا کیا۔ پھر سورۃ اِنَّا فَتَحْنَا۔۔۔ بلند آواز سے پڑھی۔

سب سے پہلا مسئلہ جس کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ فرمائی وہ ایک بے گناہ جُنَیدِب بن اکوع کا معاملہ تھا، جو مسلمانوں کے ہاتھوں غلطی سے مارا گیا تھا۔ آپؐ نے سب سے پہلے سو اونٹ اس کے وارثوں کو بطور خون بہا بھجوائے۔ اس کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام امان کا اعلان فرمایا۔ صرف سولہ افراد ایسے تھے جن کے جرائم کی نوعیت سنگین تھی۔ ان کیلئے یہ فیصلہ ہوا کہ موت کے گھاٹ اتار دیئے جائیں، لیکن پھر ان سولہ میں سے بھی تیرہ کی جاں بخشی کر دی اور صرف تین آدمی مارے گئے۔ ان تین آدمیوں میں سے دو ایسے تھے جنھوں نے مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پناہ لی تھی اور پھر لوگوں کو قتل کر کے مکے بھاگ آئے تھے۔ تیسرے آدمی حُویرث بن نقیذ نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کو بڑی ایذائیں دی تھیں۔

اتنے بڑے شہر میں جہاں قدم قدم پر وہ لوگ موجود تھے جو ساری عمر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درپے آزار رہے، صرف تین آدمی مجرم قرار پائے اور باقی سب معاف کر دیئے گئے۔ ان معافی پانے والوں میں حضرت امیر حمزہؓ کا قاتل، وحشی اور حضرت حمزہؓ کا جگر چبانے والی ابو سفیان کی بیوی ہندہ جگر خوار اور ابو جہل کا بیٹا عکرمہ

www.ahnafmedia.com

شامل تھے۔ فتح مکہ کے دوسرے دن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابولہب کے بیٹوں کا خیال آیا۔ وہ خوف کے مارے روپوش ہوگئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تلاش کروایا اور ان سے بڑی مہربانی کا سلوک کیا۔ یہ سلوک دیکھ کر وہ بھی فوراً مسلمان ہوگئے۔ مسجد الحرام کے دربار میں وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے موجود تھے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے خاندان کو تین سال تک ایک درّے میں محصور کرکے آب و دانہ تک بند کر دیا تھا اور اناج کا ایک دانہ تک نہیں پہنچنے دیتے تھے۔

اس دربار میں وہ لوگ بھی کھڑے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کو تپتی ہوئی ریت پر ڈال کر گھسیٹا کرتے تھے۔ انہی میں وہ مغرور ہستیاں بھی موجود تھیں جنہوں نے قسم کھا رکھی تھی کہ ہم داعی اسلام کو صفحہ ہستی سے محو کر دیں گے اور ایسے لوگ بھی تھے جو خونِ رسالت سے اپنی پیاس بجھانا چاہتے تھے۔ یہ سبھی مجرم سر جھکائے کھڑے تھے۔

ادھر دس ہزار تلواریں شہنشاہِ عرب و عجم کے ایک اشارے کی منتظر تھیں کہ حکم ہو تو ہم ان مجرموں کے سر قلم کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کی طرف دیکھا اور پیغمبرانہ جلال کے ساتھ دریافت کیا: ”تمہیں کچھ معلوم ہے کہ اب میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟“ یہ سن کر اہل مکہ پر سناٹا چھا گیا۔ ہر شخص کو یقین ہوگیا کہ ابھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قتل عام کا حکم دیں گے۔ لیکن پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں آج تمہارے ساتھ وہی سلوک کروں گا جو یوسف (علیہ السلام) نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا۔ میں بھی یوسف صدیق کی طرح تم سے کہتا ہوں کہ آج تم پر کوئی الزام اور مواخذہ نہیں ہے۔ خدائے برتر تمہارے قصور معاف کرے اور وہی ارحم الراحمین ہے“

www.ahnafmedia.com

والدین کا مقام و مرتبہ

مولانا محمد اختر حنفی

والدین ہمارے محسن ہیں اور محسن کی شکر گذاری اور احسان مندی شرافت کا اولین تقاضا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ظاہری وجود کا سبب والدین ہیں ہم انہی تربیت، نگہداشت اور نگرانی میں پلتے بڑھتے اور شعور کی منازل تک پہنچتے ہیں اور وہ جس غیر معمولی قربانی اور انتہائی شفقت سے ہماری سرپرستی کرتے ہیں اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہمارا سینہ ان کی عقیدت، احسان مندی اور عظمت و محبت سے سرشار ہو اور ہمارے دل کا ریشہ ریشہ ان کا شکر گذار ہو۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنی شکر گذاری کے ساتھ ساتھ ان کی شکر گذاری کی بھی تاکید فرمائی ہے۔ ہم نے وصیت کی کہ میرا شکر ادا کرو اور ماں باپ کے شکر گذار بنو۔ سب سے پہلے شکر کا حق اللہ تعالی کا ہے جس نے وجود بخشا اس کے بعد ماں باپ کا جنہوں نے پرورش کے لیے مصیبتیں جھیلیں ہیں جس طرح اللہ کا شکر صرف زبان سے کلمات نکالنے سے ادا نہیں ہوتا بلکہ پوری زندگی میں ظاہر و باطن سے احکام الٰہی کی تعمیل کا نام شکر ہے، اسی طرح ماں باپ کی شکر گذاری ان کے حق میں صرف اچھے بول بول دینے سے ادا نہیں ہوتی بلکہ ان کی فرماں برداری اور جان و مال سے ان کی خدمت گذاری سے، شکر گذاری ہوتی ہے۔

قرآن میں والدین کی عظمت:

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا. (سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر 23)

ترجمہ: والدین سے حسن سلوک کے ساتھ پیش آؤ! اگر ان (والدین) میں سے

www.ahnafmedia.com

ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جاہیں تو ان کو اف تک نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو!

مقصد یہ ہے کہ ایسا کلمہ بھی انکی شان میں زبان سے نہ کہو جس سے ان کی تعظیم میں فرق آتا ہو یا جس کلمہ سے ان کو رنج پہنچتا ہو۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے بیان القرآن میں اس کا ترجمہ یوں کیا ہے: ان کو "ہونہہ" بھی مت کہو۔

حدیث میں والدین کی عظمت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رضا الرب فی رضا الوالد وسخط الرب فی سخط الوالد اللہ کی خوشنودی والدین کی خوشنودی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔ حدیث میں ہے کہ وہ آدمی ہلاک ہو جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے کی حالت میں پایا دونوں کو یا ایک کو اور پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوا۔

والدین کی فرماں برداری کہاں تک جائز ہے؟:

ماں باپ اگر غیر مسلم ہوں تب بھی انکے ساتھ حسن سلوک کرنا ہے ان کا ادب واحترام اور ان کی خدمت کو بجالانا چاہیے اگر وہ ایسے کام کا حکم دیں جو سراسر گناہ ہو جیسے شرک معصیت نماز چھوڑنے روزہ نہ رکھنے حج چھوڑنے سے روکیں یا شادی میں باجے گانے کا حکم دیں یا حرام کمانے کے لیے کہیں تو ان کا اچھے انداز میں معذرت کرلی جائے حرام اور گناہ کے حکم ماننے کی کوئی گنجائش نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق

ترجمہ: اللہ تعالی کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔

www.ahnafmedia.com

اچھی تعلیم وتربیت کے آثار

فاروق اعظم، حاصل پور

اگر انسان کی صحیح تربیت کی جائے' مناسب تعلیم اور اخلاق حسنہ کے زیور سے اسے آراستہ کیا جائے تو وہ گلدستہ کائنات کا ایک حسین پھول بن جاتا ہے اور ایک مشفق باپ یاماں' پُر محبت اور باوفا شوہر یا بیوی' فرمانبردار اولاد' پُر خلوص دوست' محب وطن اور اچھے انسان کا بہترین نمونہ بن جاتا ہے۔

لیکن اگر بد قسمتی سے انسان اچھی تعلیم وتربیت سے محروم ہو جائے' جہالت کے گہرے سائے اس کے دل و دماغ کو ڈھانپ لیں تو وہ ایک پیکر وحشت' نمونہ ظلمت اور مجسمہ عبرت بن جاتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کو اولاد کی تربیت کی طرف خصوصی طور پر متوجہ کرتے ہوئے فرمایا" کوئی باپ اپنے بچے کو اس سے بہتر عطیہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کو اچھی تعلیم وتربیت دے' انسان کا اپنی اولاد کو ادب کی ایک بات سکھانا ایک صاع (ساڑھے تین سیر) غلہ خیرات کرنے سے بہتر ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین کاموں کے کہ ان کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

(1) صدقہ جاریہ۔

(2) وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے۔

(3) نیک اولاد جو اس کے حق میں دعائے خیر کرے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں آدمی کا درجہ بڑھا دیا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے: میرے حق میں یہ کس طرح ہوا؟ تو جواب ملتا ہے اس لئے کہ

www.ahnafmedia.com

تمہارا بیٹا تمہارے لئے مغفرت طلب کرتا ہے۔

انسان کو نیک یا بد بنانے میں والدین کی تربیت کا بڑا دخل ہوتا ہے۔ نامساعد حالات کا ایک بڑا سبب والدین کا اپنی اولاد کی تربیت سے غافل ہونا بھی ہے۔ کیونکہ فرد سے افراد اور افراد سے معاشرہ بنتا ہے تو جب فرد کی تربیت صحیح خطوط پر نہیں ہو گی تو اس کے مجموعے سے تشکیل پانے والا معاشرہ زبوں حالی سے کس طرح محفوظ رہ سکتا ہے۔

بچوں کی تربیت کا آغاز بچپن ہی سے اولاد کی تربیت پر بھرپور توجہ دیں کیونکہ اس کی زندگی کے ابتدائی سال بقیہ زندگی کیلئے بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ شیر خوارگی کا عرصہ بچوں میں ان کی زندگی کے پہلے دو سالوں پر محیط ہے۔ زندگی کا یہ پہلا مرحلہ نہایت اہم ہے' بچے کی جسمانی اور جذباتی نشوونما اس مرحلہ کی سب سے اہم خصوصیت ہے۔ صرف تین ہی ماہ میں وہ رنگ اور شکل میں تمیز کرنا شروع کر دیتا ہے۔

ابتدائی بچپن کا مرحلہ دو سے چھ سال کے عرصہ پر محیط ہے۔ اس عرصہ کے دوران بچے کی سوچ' یادداشت' اپنے اور دوسروں کے جذبات کو سمجھنے کی صلاحیت اور سماجی دنیا سے اس کے تعلقات میں ایک بہت بڑا انقلاب رونما ہوتا ہے۔ بچپن کے بعد کا مرحلہ چھ سے بارہ سال کی عمر تک محیط ہے اس مرحلہ کے دوران بچے میں فیصلہ کرنے کی صلاحیت' وجوہات اور دلائل پیش کرنے کی صلاحیت' سماجی سوجھ بوجھ اور خود آگاہی اپنے عروج پر پہنچ جاتی ہے۔ نوجوانی بچے کی جسمانی' نفسیاتی اور سماجی نشوونماء کا ایک دورہ ہے جو تقریباً تیرہ سے انیس سال کی عمر پر محیط ہے۔ اس عرصہ کے دوران بچہ بچپن سے جوانی کے مرحلہ میں داخل ہوتا ہے اور بچے میں بلوغت کے آثار نمودار ہونے لگتے ہیں۔

انسان نوجوانی کی عمر سے اپنے عہد شباب تک پہنچتا ہے۔ پائیدار عمارت

www.ahnafmedia.com

مضبوط بنیاد پر ہی تعمیر کی جاسکتی ہے۔ جو کچھ انسان اپنے بچپن اور نوجوانی میں سیکھتا ہے وہ ساری زندگی اس کے ذہن میں راسخ رہتا ہے۔ نکاح کیلئے نیک اور اچھے خاندان کی عورت کا انتخاب چند امور ایسے ہیں جن کا اولاد کے وجود میں آنے سے پہلے لحاظ رکھنا بے حد ضروری ہے کیونکہ اولاد کی تعلیم وتربیت ان امور سے بھی وابستہ ہوتی ہے۔

بیوی کے انتخاب کے سلسلے میں مرد کو بہت احتیاط سے کام لینا چاہئے کہ ماں کی اچھی یا بری عادات کل اولاد میں بھی منتقل ہونگی۔ مرد کو نیک' صالح اور اچھی عادات کی حامل پاک دامن بیوی کا انتخاب کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک دنیا بہترین استعمال کی چیز ہے لیکن اس کے باوجود نیک اور صالحہ عورت دنیا کے مال ومتاع سے بھی افضل و بہترین ہے۔

عورت کے اہل خانہ کے طرز زندگی کو بھی مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ ام المومنین حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے نطفہ کے لئے اچھی جگہ تلاش کرو کہ عورتیں اپنے ہی بہن بھائیوں کے مشابہ بچے پیدا کرتی ہیں۔

اپنا کردار مثالی بنائیں تربیت کرنے والے کے قول وفعل میں پایا جانے والا تضاد بھی بچے کے ننھے سے ذہن کیلئے باعث تشویش ہوگا۔ ایک کام یہ خود تو کرتے ہیں مثلاً اخلاق سے پیش نہیں آتے مگر مجھے منع کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوگا اپنے بڑوں کی کوئی نصیحت اس کے دل میں گھر نہ کرسکے گی۔

اس کے ساتھ ساتھ گھریلو ماحول کا بھی بچوں کی زندگی پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ اگر گھر والے نیک سیرت اور خوش اخلاق' بچوں سے محبت وشفقت سے پیش آنے والے' آپس میں اتفاق ومحبت سے رہنے والے ہوں گے تو ان کے زیر سایہ پلنے

www.ahnafmedia.com

والے بچے بھی حسن و اخلاق کے پیکر اور کردار کے غازی ہوں گے۔ اس کے برعکس عیاش، لڑائی جھگڑا، گالی گلوچ کرنے والوں کے گھر میں پرورش پانے والا بچہ ان کے ناپاک اثرات سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

منفی جذبات، لڑائی جھگڑے، دوسروں سے تعلقات توڑنا، گرما گرم بحث و مباحثہ، غصہ، طعنہ زنی کے شکار خاندانوں کے بچے بڑے ہو کر بہت سے نفسیاتی اور سماجی مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان مسائل میں گالی گلوچ کرنا، یک دم غصے کی حالت میں آکر خود کو اور دوسروں کو نقصان پہنچانا ہر وقت بغیر وجہ کے خوف میں مبتلا رہنا، تشویش، تنہائی وغیرہ شامل ہیں۔ جن کے گھر رشتوں کی ٹوٹ پھوٹ یا آپس میں لڑائی جھگڑے کا شکار ہو جاتے ہیں دیکھا گیا ہے عدم تحفظ کا احساس وہ بنیادی وجہ تھی جس سے بچوں کے اندر احساس کمتری یا احساس برتری جیسے بگاڑ پیدا ہو کر مختلف علامات کی شکل میں سامنے آئے۔ الغرض اولاد کی تربیت کیلئے والدین، اساتذہ اور گھر کے دیگر افراد کا اپنا کردار بھی مثالی ہونا چاہیے۔

بچوں کی تربیت صرف پڑھانے میں موقوف نہیں ہوتی بلکہ مختلف رویوں، باتوں اور باہمی تعلقات سے بھی بچوں کی ذہنی تربیت ہوتی ہے۔ بچے جب بولنا شروع کریں تو کلمہ اور اسم ذات " اللہ " سکھانا چاہیے اس کے سامنے اللہ اللہ کرتے رہیں، سلام کرنا، بڑوں کا ادب، گفتگو کے آداب، والدین کا نام، ضروری عقائد، کھانے پینے کے آداب، حسن اخلاق، پاکیزگی، مختلف دعائیں، خوف خدا، شکر اور صبر کرنا، خود اعتمادی، سچ بولنا سکھائیں۔

اپنے بچوں کو منفی عادات و اطوار مثلاً کسی کا مذاق اڑانا، عیب اچھالنا، تکبر، جھوٹ، غیبت، چوری، لعنت، گالی دینا، وعدہ خلافی، معمولی وجوہات کی بناء پر ترک تعلقات وغیرہ سے بچائیے۔ اس عالم رنگ و بو میں انسان ہی ایک ایسی ہستی ہے جس کی

www.ahnafmedia.com

اصلاح سے امن و سکون اور برکت کی بہار آتی ہے اور اس کی خرابی سے بحر و بر میں تباہی امڈ آتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ رب کائنات نے اس کی اصلاح کیلئے اپنی طرف سے ہدایت کا انتظام فرمایاسب مسلمان والدین پر فرض ہے کہ اپنی اولاد کو دینی ماحول فراہم کریں' بقول شاعر وہ یتیم نہیں ہے جس کے والدین زندگی کے غم سے نجات پا چکے ہوں اور اس کو ذلیل چھوڑ گئے ہوں بلکہ یتیم تو وہ ہے جس کو اس کی والدہ اور والد نے اپنی مشغولیت کی وجہ سے آزاد چھوڑ دیا"

لازمی ہے کہ اس پُر فتن دور میں اپنے نونہالوں کی ابتداء ہی سے اس طریقہ پر تربیت کریں کہ وہ معاشرے کے بہترین افراد ثابت ہوں اور ہمارے لئے صدقہ جاریہ بن سکیں۔ اگر ہم نے اس فریضہ میں کوتاہی کی اور ہماری کاہلی کی وجہ سے بچوں میں بری خصلتیں پیدا ہوئیں تو ہم بھی ان کے جرم میں برابر کے شریک ہوں گے۔

توجہ فرمائیں!!!

دفتر رسائل و جرائد کی طرف سے گزارش ہے کہ جن قارئین خریدار اور ایجنسی ہولڈرز کی سالانہ فیس پوری ہو چکی ہے یا ان کے ذمہ سابقہ رقم واجب الادا ہے وہ جلد از جلد اپنی رقم جمع کرائیں۔ تاکہ رسائل کو بلا تعطل اور بروقت روانہ کیا جاسکے۔ امید ہے کہ آپ ضرور شفقت والا معاملہ فرمائیں گے۔

فون نمبر: 03326311808

واٹس ایپ: 03062251253

www.ahnafmedia.com

تم ہی مجھ سے روٹھ گئے!!!

ام عبدالرافع، کراچی

وقت کی چلتی چکی میں شب و روز کیسے بیت گئے؟
کچھ اپنے پیارے ساتھ رہے،کچھ پیارے ہی ساتھ چھوڑ گئے
کچھ شکوے اس کو مجھ سے تھے ،کچھ شکوے مجھ کو اس سے تھے
ہم باہم خوب کھیلتے تھے،ہنستے اور ہنساتے تھے
وقت نے ایسے کروٹ لی،اسلام کی خاطر،اس نے بھی ٹھانی کچھ کر جانے کی
وہ دن بھی مجھ کو یاد ہے جب،اک دن میں نے ضد کرکے
اس کو یونہی بلایا تھا،وہ بھاگے بھاگے آیا تھا،پھر دیکھ کے مجھ کو کہتا تھا
اب کے جو میں جاؤں گا،لاکھ بلانا مجھ کو تم میں واپس نہیں آؤں گا
بس جنت ہی میں جاؤں گا،بارود کی گرد و مہک میں آزمائش کی بارش میں
سرد ہواؤں کے جھکڑ میں،اس نے مجھے یاد کیا ہوگا
میں بھی کتنی پاگل تھی ، مجبوری میں مجبور سی تھی
جب یاد وہ مجھ کو کرتا ہوگا ،فون پہ بات جب کرتا ہوگا
کیا سوچتا ہوگا کیا کہنا چاہتا ہوگا،میرے بھائی تم کیا جانے ہو
ہمشیر کی بے لوث محبت کا ،گر بس میں میرے کچھ ہوتا
تیری امید کی ہر کرنوں کو ،وجود میں بدل دیتی
ضرورت سے ہر چاہت سے ،دامن کو تیرے بھر دیتی
میرے بھائی تم کیا جانو میری الفت کا ، چاہت اور محبت کا
جب ایام کی تلخی چھٹنے لگی تم ہی مجھ سے روٹھ گئے، دل توڑ گئے

www.ahnafmedia.com

تنخواہ کو مہینے کی آخری تاریخ تک بچانے کا نسخہ

(عربی سے ترجمہ شدہ)

اقتباس: مولانا بشیر احمد قاسمی

یہ واقعہ ایک سعودی نوجوان کا ہے، یہ اپنی زندگی سے مطمئن نہیں تھا، اس کی تنخواہ صرف چار ہزار ریال تھی، شادی شدہ ہونے کیوجہ سے اس کے اخراجات اس کی تنخواہ سے کہیں زیادہ تھے، مہینہ ختم ہونے سے پہلے ہی اس کی تنخواہ ختم ہو جاتی اور اسے قرض لینا پڑتا، یوں وہ آہستہ آہستہ قرضوں کی دلدل میں ڈوبتا جارہا تھا، اور اس کا یقین بنتا جارہا تھا کہ اب اس کی زندگی اسی حال میں ہی گزرے گی، باوجودیکہ اس کی بیوی اسکے مادی حالت کا خیال کرتی، لیکن قرضوں کے بوجھ میں تو سانس لینا بھی دشوار ہوتا ہے۔

ایک دن وہ اپنے دوستوں میں مجلس میں گیا، وہاں اس دن ایک ایسا دوست بھی موجود تھا جو صاحب رائے آدمی تھا اور اس نوجوان کا کہنا تھا کہ میں اپنے اس دوست کے مشوروں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا تھا، کہنے لگا میں نے اسے باتوں باتوں میں اپنی کہانی کہہ سنائی اور اپنی مالی مشکلات اس کے سامنے رکھیں ۔

اس نے میری بات سنی اور کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ تم اپنی تنخواہ میں سے کچھ حصہ صدقہ کے لیے مختص کرو، اس سعودی نوجوان نے حیرت سے کہا: جناب مجھے گھر کے خرچے پورے کرنے لیے قرضے لینے پڑتے ہیں اور آپ صدقہ نکالنے کا کہہ رہے ہیں؟

خیر میں نے گھر آکر اپنی بیوی کو ساری بات بتائی تو بیوی کہنے لگی: تجربہ کرنے

www.ahnafmedia.com

میں کیا حرج ہے؟ ہو سکتا ہے اللہ جل شانہ تم پر رزق کے دروازے کھول دے۔

کہتا ہے میں نے ماہانہ 4 ہزار ریال میں سے 30 ریال صدقہ کے لیے مختص کرنے کا ارادہ کیا۔ اور مہینے کے آخر میں اسے ادا کرنا شروع کر دیا۔

سبحان اللہ! قسم کھا کر کہتا ہوں میری تو حالت ہی بدل گئی، کہاں میں ہر وقت مالی ٹینشوں میں اور سوچوں میں رہتا تھا اور کہاں اب میری زندگی گویا پھول ہو گئی تھی، ہلکی پھلکی آسان، قرضوں کے باوجود میں خود کو آزاد محسوس کرتا تھا ایک ایسا ذہنی سکون تھا کہ کیا بتاؤں؟

پھر چند ماہ بعد میں نے اپنی زندگی کو سیٹ کرنا شروع کیا، اپنی تنخواہ کو حصوں میں تقسیم کیا، اور یوں ایسی برکت ہوئی جیسے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ میں حساب لگا لیا اور مجھے اندازہ ہو گیا کہ کتنی مدت میں اِن شاءاللہ قرضوں کے وجہ سے میری جان چھوٹ جائی گی۔

پھر اللہ جل شانہ نے ایک اور راستہ کھولا اور میں نے اپنے ایک عزیز کے ساتھ اس کے پراپرٹی ڈیلنگ کے کام میں حصہ لینا شروع کیا، میں اسے گاہک لا کر دیتا اور اس پر مجھے مناسب پرافٹ حاصل ہوتا۔

الحمدللہ! میں جب بھی کسی گاہک کے پاس جاتا وہ مجھے کسی دوسرے تک راہنمائی ضرور کرتا۔

میں یہاں پر بھی وہی عمل دوہراتا کہ مجھے جب بھی پرافٹ ملتا میں اس میں سے اللہ کے لیے صدقہ ضرور نکالتا۔

اللہ کی قسم صدقہ کیا ہے؟ کوئی نہیں جانتا سوائے اس کے جس نے اسے آزمایا ہو۔

صدقہ کرو، اور صبر سے چلو، اللہ کا فضل سے خیر و برکتیں اپنی آنکھوں

www.ahnafmedia.com

برستے دیکھو گے۔

1: جب آپ کسی مسلمان کو تنخواہ میں سے صدقہ کے لیے رقم مختص کرنے کا کہیں گے اور وہ اس پر عمل کرے گا تو آپ کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا صدقہ کرنے والے کو ملے گا، اور صدقہ دینے والے کے اجر میں کوئی کمی واقع نہیں ہو گی۔

سوچیے !!! آپ اس دنیا سے چلے جائیں گے اور آپکے سبب آپکے پیچھے کوئی صدقہ کر رہا ہو گا۔ میرے عزیز!!! اگرچہ آپ طالب علم ہیں، اور آپ کو لگا بندھا وظیفہ ملتا ہے تب بھی آپ تھوڑا بہت جتنا ہو جائے کچھ رقم صدقہ کے لیے ضرور مختص کریں۔ اگر صدقہ کرنے والا جان لے اور سمجھ لے کہ اس کا صدقہ فقیر کے ہاتھ میں جانے سے پہلے اللہ کے ہاتھ میں جاتا ہے تو یقینا دینے والے کو لذت لینے والے سے کہیں زیادہ ہو گی۔

کیا آپ صدقہ کے فوائد معلوم ہیں؟ صدقہ دینے والے بھی اور جو اس کا سبب بنتے ہیں وہ بھی !!!

- صدقہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔
- صدقہ اعمال صالحہ میں افضل عمل ہے، اور سب سے افضل صدقہ کھانا کھلانا ہے۔
- صدقہ قیامت کے دن سایہ ہو گا، اور اپنے دینے والے کو آگ سے خلاصی اور نجات دلائے گا۔
- صدقہ اللہ جل جلالہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے، اور قبر کی گرمی کی ٹھنڈک کا سامان ہے۔
- میت کے لیے بہترین ہدیہ اور سب سے زیادہ نفع بخش چیز صدقہ ہے، اور صدقہ کے ثواب کو اللہ تعالی بڑھاتے رہتے ہیں۔
- صدقہ مصفی ہے، نفس کی پاکی کا ذریعہ اور نیکیوں کو بڑھاتا ہے۔

www.ahnafmedia.com

- صدقہ قیامت کے دن صدقہ کرنے والے کے چہرے کا سرور اور تازگی کا سبب بنے گا۔
- صدقہ قیامت کی ہولناکی کے خوف سے امان ہے، اور گزرے ہوئے پر افسوس نہیں ہونے دیتا۔
- صدقہ گناہوں کی مغفرت کا سبب اور سئیات کا کفارہ ہے۔
- صدقہ خوشخبری ہے حسن خاتمہ کی، اور فرشتوں کی دعا کا سبب ہے۔
- صدقہ دینے والا بہترین لوگوں میں سے ہے، اور اس کا ثواب ہر اس شخص کو ملتا ہے جو اس میں کسی طور پر بھی شریک ہو۔
- صدقہ دینے والے سے خیر کثیر اور بڑے اجر کا وعدہ ہے۔
- خرچ کرنا آدمی کو متقین کی صف میں شامل کر دیتا ہے، اور صدقہ کرنے والے سے اللہ کے مخلوق محبت کرتی ہے۔
- صدقہ کرنا جود و کرم اور سخاوت کی علامت ہے۔
- صدقہ دعاوں کے قبول ہونے اور مشکلوں سے نکالنے کا ذریعہ ہے۔
- صدقہ بلاء(مصیبت) کو دور کرتا ہے، اور دنیا میں ستر دروازے برائی اور بدی کے بند کرتا ہے۔
- صدقہ عمر میں اور مال میں اضافے کا سبب ہے۔ کامیابی اور رزق میں وسعت اور فراوانی کا سبب ہے۔
- صدقہ علاج بھی ہے دواء بھی اور شفاء بھی...
- صدقہ آگ سے جلنے، غرق ہونے، چوری اور بری موت کو روکتا ہے۔
- صدقہ کا اجر ملتا ہے، چاہے جانوروں اور پرندوں پر ہی کیوں نا ہو۔

www.ahnafmedia.com

کوئی نہیں سُنتا!!

شاہد حسین

کیا بات ہے آج بہت خاموش ہو"!!

"تو کیا کروں؟.... کوئی سنتا جو نہیں"!

"کون نہیں سنتا.... میں ہوں ناں"

"تمہیں سنانے کا کیا فائدہ.... جسے سننا چاہیے وہ تو سنتا نہیں۔"

"کسے سننا چاہیے .... کیا سننا چاہیے، کچھ بتاؤ گے بھی یا پہیلیاں ہی بوجھواتے رہو گے۔""صبح سے چیخ رہا ہوں کہ بیگم ایک کپ گرم چائے پلا دو مگر مجال ہے جو ان کے کانوں میں جوں تک بھی رینگی ہو۔ ایسا لگتا ہے جیسے میں دیواروں سے باتیں کر رہا ہوں۔""بس اتنی سی بات"....یہ تمہارے لیے اتنی سی بات ہو گی لیکن میرے لیے تو ناک کا مسئلہ ہے۔ڈوب مرنے کا مقام ہے۔

"خود اٹھ کر بنالی ہوتی۔ بھلا چائے بنانا بھی کوئی مشکل کام ہے۔"

"جب بیگم گھر پر ہے تو میں چائے کیوں بناؤں۔ یہ اس کا کام ہے۔ جو میرا کام ہے وہ میں کرتا ہوں، وہ نہیں کرتی۔ تو پھر میں کیوں اس کا کام کروں۔"

"بات تو تمہاری ٹھیک ہے لیکن اس طرح تو مسئلہ حل نہیں ہو گا۔"مسئلہ میں نے نہیں پیدا کیا۔ یہ اس کا پیدا کردہ ہے۔ اسے میری بات سننا چاہیے۔"وہ آپ کی بات نہیں سن سکتیں۔"وہ کیوں؟"اس لیے کہ ان کے کانوں پر تو موبائل کے ہینڈ فری لگے ہوئے ہیں۔ وہ دوسری کال پر مصروف ہیں، برائے کرم انتظار کیجیے۔"

"نہیں ہوتا مجھ سے اتنا انتظار۔"تو پھر خود ہی چائے بنالو۔

"وہ بھی نہیں ہوتا۔"تو پھر تم سے ہوتا کیا ہے؟

www.ahnafmedia.com

"اب تم میرا منہ نہ کھلواؤ۔ کوئی کام نہیں ہے جو میرا سر کھانے آجاتے ہو۔"

"کام سے یاد آیا میں تو تمہارے پاس اس لیے آیا تھا کہ باہر گلی میں سیوریج کا پانی جمع ہو رہا ہے، چل کر محکمہ والوں کو رپورٹ کرتے ہیں۔"

"کیا ہمارا گٹر بہہ رہا ہے؟" "نہیں!! تو پھر ہم کیوں جائیں۔؟

"لیکن گندا پانی تو ہمارے دروازے تک آرہا ہے۔ اس کا کیا کریں؟"

"کرنا کیا ہے مٹی ڈال کر راستہ دوسری طرف موڑ دو۔" "لیکن مچھر تو جمع ہو گا اس گندے پانی میں۔" "اب کیا ہم نے گلی کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔؟

"ٹھیکہ تو نہیں لے رکھا لیکن کسی کو تو آگے آنا ہو گا ورنہ یہ گندا پانی اسی طرح بہتا رہے گا اور ماحول کو خراب کرتا رہے گا اور بیماریاں بھی پھیلائے گا۔ ہو سکتا ہے گلی کا کوئی بچہ بھی اس میں گر جائے۔" "کوئی اچھی بات منہ سے نہ نکلنا۔ بس واہیات ہی بولنا۔" "تو پھر کیا ارادے ہیں؟"

"کہاں مٹی ڈالو اس مسئلہ پر۔ واٹر اینڈ سیوریج بورڈ والے نہیں سنتے کسی کی۔ وہ کسی اور ہی کام میں مصروف ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ گٹر کا پانی پورے شہر میں یوں جگہ جگہ سے ابل نہ رہا ہوتا۔ یہ مسئلہ صرف ہماری گلی کا نہیں پورے شہر کا یہی حال ہے۔" "تو پھر یہ مسئلہ کیسے حل ہو گا؟

"مسئلہ میرا یا تمہارا پیدا کردہ نہیں۔ بس جس کا کام ہے اسے کرنا چاہیے۔"

"اگر ہم اپنی مدد آپ کے تحت کچھ کریں تو شاید یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔"

"اس مسئلہ کو تم یہی رہنے دو اور جا کر میرے لیے گرم گرم چائے بنا دو۔"

"لیکن وہ تو تمہاری بیگم بنائیں گی۔"

"نہیں بنائیں گی.... مجھے پتا ہے.... کوئی نہیں سنتا یہاں پر.... کوئی نہیں سنتا! اسی لیے میں خاموش ہوں۔"

www.ahnafmedia.com

پہچان

مہران عارف

اللہ بندے کو سزا کیوں دیتا ہے؟

مجھے اس سوال کا ایسا جواب ملا کہ آج تک مطمئن ہوں۔

ہمارے ویٹرنری ڈپارٹمنٹ کے پروفیسر ہوا کرتے تھے۔ میرے اُن سے اچھے مراسم تھے۔ یہ یونیورسٹی میں میرا تیسرا سال تھا۔

اک دفعہ میں ان کے دفتر گیا۔ مجھ سے کہنے لگے: مہران اک مزے کی بات سناؤں تمہیں؟؟

جی سر ضرور!

پچھلے ہفتے کی بات ہے۔ میں اپنے دفتر میں بیٹھا تھا۔ اچانک ایک غیر معمولی نمبر سے مجھے کال آئی: پندرہ منٹ کے اندر اندر اپنی سراونڈ گنز کی کلیئرنس دیں۔

ٹھیک پندرہ منٹ بعد پانچ بکتر بند گاڑیاں گھوم کے میرے آفس کے اطراف میں آکر رکیں سول وردی میں ملبوس تقریباً حساس اداروں کے لوگ دفتر میں آئے۔

ایک آفیسر آگے بڑھا:

امریکہ کی سفیر آئی ہیں۔ ان کے کتے کو پرابلم ہے اسکا علاج کریں۔ تھوڑی دیر بعد اک فرنگی عورت ان کے ساتھ ان کا ایک عالی نسل کا کتا بھی تھا۔

کہنے لگیں:

میرے کتے کے ساتھ عجیب و غریب مسئلہ ہے۔ میرا کتا نافرمان ہو گیا ہے۔ اسے میں پاس بلاتی ہوں یہ دور بھاگ جاتا ہے۔ خدارا کچھ کریے یہ مجھے بہت عزیز ہے

www.ahnafmedia.com

اس کی بے اعتنائی مجھ سے سہی نہیں جاتی۔

میں نے کتے کو غور سے دیکھا ۔پندرہ منٹ جائزلینے کے بعد میں نے کہا۔

میم!!

یہ کتا ایک رات کے لیے میرے پاس چھوڑ دیں میں اس کا جائزہ لے کے حل کرتا ہوں ۔اس نے بے دلی سے حامی بھر لی ۔سب چلے گئے ۔

میں نے کمدار کو آوز لگائی:

فیضو اسے بھینسوں والے بھانے میں باندھ کے آ۔سن اسے ہر آدھے گھنٹے بعد چمڑے کے لتر مار۔۔ ہر آدھے گھنٹے بعد صرف پانی ڈالنا۔جب پانی پی لے تو پھر لتر مار!!! کمدار جٹ آدمی تھا۔ساری رات کتے کے ساتھ لتر ٹریٹ منٹ کرتا رہا ۔

دوسری صبح پورا عملہ لئے میرے آفس کے باہر سفیر زلف پریشاں لئے آفس میں آدھمکی۔

Sir what about my pup ?

I said ___Hope your pup has missed you too .....

کمدار کتے کو لے آیا ۔جونہی کتا کمرے کے دروازے میں آیا۔چھلانگ لگا کے سفیر کی گود میں آبیٹھا ۔لگا دم ہلانے منہ چاٹنے!!!کتا مُڑ مُڑ تشکر آمیز نگاہوں سے مجھے تکتا رہا ۔میں گردن ہلا ہلا کے مسکراتا رہا۔

سفیر کہنے لگی: سر آپ نے اس کے ساتھ کیا کیا کہ اچانک اس کا یہ حال ہے؟میں نے کہا :ریشم واطلس ، ایئر کنڈیشن روم، اعلی پائے کی خوراک کھا کھا کے یہ خود کو مالک سمجھ بیٹھا تھا اور اپنے مالک کی پہچان بھول گیا۔

بس اس کا یہ خناس اُتارنے کے لیے اس کو ذرا سائیکولوجیکل پلس فیزیکل ٹریٹمنٹ کی اشد ضروت تھی۔وہ دے دی۔۔۔ناؤ ہی از اوکے۔

www.ahnafmedia.com

سب کے بس کی بات نہیں!!

حافظ محمد احمد

راہ خدا میں ٹھوکر کھاناسب کے بس کی بات نہیں
اپنے روٹھے رب کو منانا سب کے بس کی بات نہیں

گالی سن کر گالی دینا یہ تو ہے آسان بہت
گالی سن کر چپ رہ جانا سب کے بس کی بات نہیں

حافظ، قاری، عالم، عامی سب ہی سڑک پر چلتے ہیں
نامحرم سے آنکھ بچانا سب کے بس کی بات نہیں

سجدے کرنا آہیں بھرنا امت کے غم میں رونا
بے دینوں کو دین سکھانا سب کے بس کی بات نہیں

دین کے نام پرحلوہ روٹی سب کو ہے مرغوب مگر!
دین کے خاطر پتھر کھانا سب کے بس کی بات نہیں

ذکر نبی سے گلشن گلشن گونج رہاہے مگر
فکر نبی کو دل میں بسانا سب کے بس کی بات نہیں

www.ahnafmedia.com

طلباء حدیث کی فضیلت

اقرأ عطاء البصیر، کبیر والا

- حضرت ابراھیم بن ادھم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ طلباء کے اسفار سے اس امت کی بلیّات کو دفع کرتے ہیں۔
- حضرت عکرمہ مولی ابن عباس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قرآن مجید میں السائمون کا مصداق طلبہ حدیث ہیں۔
- شیخ ابو بکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ طلبہ حدیث اجر جمیل و جزیل کے مستحق ہیں۔
- امام وکیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علم حدیث کا ادنی نفع یہ ہے کہ علم حدیث عقائدِ قبیحہ سے بچتا ہے۔
- امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سوالاً کہا گیا کہ بعض لوگ حدیث پڑھتے ہیں، لکھتے ہیں لیکن ان کی حالت اچھی نہیں یعنی دینداری نظر نہیں آتی جواب دیا مالہ خیر وبرکۃ اس کا انجام بھلائی اور برکت ہے
- امام ایوب رحمہ اللہ کو عالم حدیث کی موت کی اطلاع ملتی تو اتنا مغموم ہوتے کہ کسی غیر عالم عبادت گزار کی موت سے اتنا غمزدہ نہ ہوتے تھے۔
- امام وکیع بن الجراح فرماتے ہیں کہ کوئی عبادت حدیث کی درس و تدریس سے افضل نہیں اگر روایت حدیث کی فضیلت نوافل و مستحبات پر نہ ہوتی تو میں روایت میں مشغول نہ ہوتا۔
- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مشتغل بالحدیث کانہ فی الصلوٰۃ حدیث میں مشغول ہونے والا گویا کہ نماز میں ہے۔

www.ahnafmedia.com

”جیب کُترا“

کاشف عباس

بس سے اتر کر جیب میں ہاتھ ڈالا۔ میں چونک پڑا۔ جیب کٹ چکی تھی۔

جیب میں تھا بھی کیا؟ کل نو روپے اور ایک خط جو میں نے ماں کو لکھا تھا:

”میری نوکری چھوٹ گئی ہے، ابھی پیسے نہیں بھیج پاؤں گا“۔

تین دنوں سے وہ پوسٹ کارڈ جیب میں پڑا تھا، پوسٹ کرنے کی طبیعت نہیں ہو رہی تھی۔ نو روپے جا چکے تھے۔ یوں نو روپے کوئی بڑی رقم نہیں تھی۔

لیکن جس کی نوکری چھوٹ گئی ہو اس کے لیے نو سو سے کم بھی تو نہیں ہوتی ہے۔ کچھ دن گزرے۔۔۔ ماں کا خط ملا۔

پڑھنے سے پہلے میں سہم گیا۔ ضرور پیسے بھیجنے کو لکھا ہو گا، لیکن خط پڑھ کر میں حیران رہ گیا! ماں نے لکھا تھا:

” بیٹا! تیرا بھیجا پچاس روپے کا منی آرڈر ملا۔۔۔ تو کتنا اچھا ہے رے۔۔۔ پیسے بھیجنے میں ذرا کوتاہی نہیں کرتا“۔

میں کافی دنوں تک اس اُدھیڑ بُن میں رہا کہ آخر ماں کو پیسے کس نے بھیجے؟

کچھ دن بعد ایک اور خط ملا۔ آڑی ترچھی لکھاوٹ۔ بڑی مشکل سے پڑھ سکا:

”بھائی نو روپے تمہارے اور اکتالیس روپے اپنے ملا کر میں نے تمہاری ماں کو منی آرڈر بھیج دیا ہے۔ فکر نہ کرنا، ماں تو سب کی ایک جیسی ہوتی ہے نا! وہ کیوں بھوکی رہے؟“

خیر اندیش

(تمہارا جیب کترا)

www.ahnafmedia.com

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ

امان اللہ حنفی

کچھ لوگوں نے بغض کی بنا پر حضرت امام باقر رحمہ اللہ کو یہ کہا کہ ابو حنیفہ اپنے قیاس سے فیصلہ کرتا ہے اور دین میں تبدیلیاں کر رہا ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ؛ حضرت امام باقر رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

امام باقر رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مخاطب ہو کر فرمایا! "ہاں تو تم ہی قیاس کی بنا پر ہمارے دادا کی حدیثوں کی مخالفت کرتے ہو اور تم نے ہمارے نانا کا دین بدل دیا ہے؟ "انہوں نے نہایت ادب سے عرض کیا، "العیاذ باللہ، حدیث کی کون مخالفت کر سکتا ہے۔ آپ تشریف رکھیں تو کچھ عرض کروں۔

ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے پوچھا، مرد ضعیف ہے یا عورت؟ امام باقر رحمہ اللہ نے فرمایا، عورت۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے پوچھا، وراثت میں مرد کا حصہ زیادہ ہوتا ہے یا عورت کا؟ امام باقر رحمہ اللہ نے فرمایا، مرد کا۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے جواب دیا "حضرت اگر میں دین میں اپنے قیاس لگاتا تو کہتا کہ عورت کو حصہ زیادہ دیا جائے کیونکہ ضعیف کو ظاہر قیاس کی بنا پر زیادہ ملنا چاہئے پھر آپ نے پوچھا! نماز افضل ہے یا روزہ؟ امام باقر رحمہ اللہ نے فرمایا، نماز۔ ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا، "اس اعتبار سے حائضہ عورت پر نماز کی قضا واجب ہونی چاہئے نہ کہ روزہ کی، کیونکہ نماز زیادہ افضل ہے۔ لیکن میں بھی روزہ ہی کی قضا کا فتویٰ دیتا ہوں۔ اگر میں اپنے قیاس سے کام لیتا تو نماز کو افضلیت کی بنیاد پر قضا واجب کرتا۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے یہ جواب سن کر امام باقر رحمہ اللہ اس قدر خوش ہوئے کہ اٹھ کر ان کو گلے سے لگایا اور ان کی پیشانی چوم لی۔

www.ahnafmedia.com

ماہنامہ بنات اہلسنت ملنے کے پتے

ایجنسی ہولڈرز	علاقہ	فون نمبرز
دارالایمان	کراچی	03342028787
قاری عبدالوکیل عزیزی	سیالکوٹ	03338639255
مولانا محمد دلاور	اوکاڑہ	03136969193
مولانا عبداللہ قمر	قصور	03008091899
مولانا عبداللہ شہزاد	حافظ آباد	03212374824
محمد رئیس	ٹانک	03319143483
مولانا خالد زبیر	لاہور	03153759031
مولانا خالد زبیر	چکوال	03335912502
مولانا غلام مرتضیٰ	فورٹ عباس	03052475330
مولانا محمد صدیق	ڈیرہ غازی خان	03356351893
مکتبہ ختم نبوت	بہاولپور	03136333497
قاضی اسرائیل گڑنگی	مانسہرہ	03023501755
مولانا طارق حسین	پشاور	03219192406
مولانا امان اللہ حنفی	سرگودھا	03067800751
مولانا محمد اختر	کبیر والا	03336228425
ذوالقرنین	ڈیرہ اسماعیل خان	03343682508

نوٹ: ایجنسی بک کروانے کے لیے رابطہ کریں: 03326311808

www.ahnafmedia.com